Postal Reg. No. PB\0154\2003 TO 2005

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم   وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 52

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 11

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ £ یا
40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ £

14 محرم 1424 ہجری 18 امان 1382 ہش 18 مارچ 2003ء

قادیان 8 مارچ (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیرو عافیت ہیں۔ الحمد للہ حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت شکور کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔
احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازئ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

آپ کے ہی مبارک الفاظ میں

"یہ عاجز تو محض اِس غرض کیلئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچادے کہ دُنیا کے مذاہبِ موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے مواقف ہے جو قرآنِ کریم لایا ہے اور دار النجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہے" (حجۃ الاسلام صفحہ ۱۲)

"اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اِس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اِسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خُدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳)

"مجھے خدا تعالیٰ نے اِس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کیلئے بھیجا ہے تا کہ میں اِس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور اُن تمام دُشمنوں کو جو اِسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں"۔
(برکات الدعا صفحہ ۳۴)

"اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دِکھاؤں۔ اللہ تعالیٰ اِس مبارک زمانہ میں چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۳۲)

"خداوند تعالیٰ نے اِس احقر عباد کو اِس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت اُن پر پوری کرے"۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۹۶)

"میں صرف اِسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں۔ اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ **مکالمہ** الٰہیہ اور اجابت دُعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے جو کہ بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔۔۔ اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو ملا ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۵)

"صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے"۔ (براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۵۵۷)

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لُباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا۔۔۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۹)

"آخیر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے میں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو میں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے"۔ (لیکچر سیالکوٹ مطبوعہ ۱۹۰۴)

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور جیسا کہ میں قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا"۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷۔۸ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

کاسرِ صلیب ـــ زندہ باد!

لنڈن سے شائع ہونے والے اخبار ڈیلی ٹیلی گراف نے اپنی اشاعت 31/ جولائی میں ایک سروے کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ یورپ کے عیسائیوں کا دو تہائی حصہ حضرت مسیح ابن مریم کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے میں شک میں ہے اور ہر دوسرا پادری مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لانے کو مدار نجات نہیں سمجھتا۔ یہ سروے اخبار مذکور کے مذہبی نامہ نگار Jonathan Peter نے کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ امر نا قابل برداشت ہے کہ کلیسا میں پادری لوگ اپنے پیرو کاروں سے ایمان میں بہت کم ہیں۔ نامہ نگار لکھتا ہے کہ عام عیسائیوں کا اپنے مذہبی عقائد کو شبہ سے دیکھنا ایک عام بات ہے۔ لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ پادریوں نے جو مذہبی راہنما ہیں اپنے مذہبی عقائد سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ (ڈیلی ٹیلی گراف 02-7-31 بحوالہ بدر 03-2-11/8 صفحہ 16)

احادیث میں سچے مسیح موعود کی نشانی یہ قرار دی گئی ہے کہ وہ عظیم الشان قرآنی دلائل کے ذریعہ صلیبی مذہب کا بطلان ثابت کرے گا۔ یعنی عیسائی جو مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لا کر مسیح کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں وہ صلیب، مسیح موعود کے زمانہ میں غالب علمی و عقلی دلائل کے ذریعہ توڑ دی جائے گی اور عقیدہ تثلیث پر موت آجائے گی۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مھدی و مسیح موعود کے زمانہ سے قبل مسلمانوں کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ بجسم عنصری موجود ہیں اور آخری زمانہ میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اسی جسم کے ساتھ آسمان سے اتریں گے مسلمان کے اس عقیدہ سے عیسائیوں نے بے حد فائدہ اٹھایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے اور پھر زندہ اسی جسم کے ساتھ تشریف لانے کا عقیدہ بیان کر کے نہ صرف لاکھوں نوجوانوں کو عیسائی بنالیا بلکہ کئی بڑے بڑے نامی علماء بھی عیسائی ہو گئے اور مسیح کو ابن اللہ سمجھ کر خون مسیح پر ایمان کو مدار نجات سمجھنے لگے۔ لیکن جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس عیسیٰ کا عیسائی اور مسلمان انتظار کر رہے ہیں وہ از رُوئے قرآن مجید صلیب سے بچایا گیا اور بعد میں ان کی طبعی وفات ہوئی تو عیسائیت کے اس بنیادی عقیدہ کی عمارت ہل گئی جس میں وہ مسیح ناصری کی صلیبی موت کا یقین رکھ کر اس کے صلیب پر چڑھ جانے کو عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتے تھے۔ اور مسیح کو ابن اللہ قرار دے کر تثلیث کا عقیدہ گھڑے بیٹھے تھے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر سب سے پہلے یہ ثابت فرمایا کہ:- انجیل و قرآن سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی اور آپ کو زندہ صلیب سے اتارا گیا تھا اس سے آپ نے یہ ثابت فرمایا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات صلیب پر ہوئی ہی نہیں تو اس طرح عیسائیوں کے کفارے کا عقیدہ خود بخود باطل ہو گیا۔

علاوہ اس کے عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت کے بعد سیدھے آسمان پر چلے گئے اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں۔ اور پھر وہی دنیا کی اصلاح کے لئے تشریف لائیں گے اس عقیدہ کے بطلان میں آپ نے انجیلی، قرآنی اور تاریخی دلائل کے ذریعہ ثابت فرمایا کہ حضرت عیسیٰ صلیبی موت سے بچ کر آسمان پر نہیں بلکہ ہجرت کر کے کشمیر تشریف لے گئے تھے اور وہیں ایک سو بیس سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی

اس طرح آپ نے نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے مسئلہ کو اور کفارہ کے مسئلہ کو باطل قرار دیا بلکہ عیسائیوں کے اس عقیدہ کا بھی با دلائل بطلان فرمایا جس کے ذریعہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ خدا نے انسانوں کو گناہوں سے بچانے کے لئے اپنے بیٹے کو صلیب پر چڑھا کر قربان کر دیا اور اب خونِ مسیح ہی نجات عالم کا ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے عظیم الشان دلائل اپنی بیسیوں کتب میں بیان فرمائے ہیں جو آپ نے عیسائی پادریوں کے جواب میں تحریر فرمائی ہیں۔ ان تمام عظیم الشان دلائل کو تحریر فرما کر آپ نے پیشگوئی کے رنگ میں لکھا کہ عیسائی بیزار ہو کر ان باطل عقائد کو چھوڑ دیں گے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت آگیا ہے کہ نہ صرف تمام عیسائی اپنے ان عقائد کو غلط اور لغو سمجھتے ہیں بلکہ مذکورہ سروے کے مطابق دو تہائی پادری صاحبان بھی ان عقائد کو لغو اور بے ہودہ خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہیں جس میں آپ نے نہایت جلال کے ساتھ فرمایا کہ عیسائی ان جھوٹے عقائد کو خیر باد کہہ دیں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

''میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کو دیکھ رہا ہوں جو وہ اسلام کے لئے ظاہر کر رہا ہے اور میں اس نظارہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنے کو ہے اس مذہب کی بنیاد محض لعنتی لکڑی پر ہے۔ جس کو دیمک کھا چکی ہے اور یہ بوسیدہ لکڑی اسلام کے زبردست دلائل کے سامنے اب نہیں ٹھہر سکتی۔ اس عمارت کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوگی اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہو کر حقیقی مذہب اسلام کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کریں گے۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 136)

''یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی اور مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہیں اترا تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔'' (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

آج یہ پیشگوئی جس حیران کن ڈھنگ سے پوری ہو چکی ہے وہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (منیر احمد خادم)

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے خدا اے کار ساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کار و بار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند !
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار
جس کو چاہے تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

خطبہ جمعہ

سارے انبیاء کے کشوف مل کر بھی آنحضرت ﷺ کے کشوف کے برابر نہیں ہوتے

آپ کے بہت سے کشوف کا اردگرد کے ماحول پر بھی پرتَو پڑا اور بہت سے لوگ ان کے گواہ بن گئے

(احادیث نبویہ کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعض عظیم الشان کشوف کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۰؍جنوری ۲۰۰۳ء مطابق ۱۰؍صلح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اس وقت جو سلسلہ جاری ہے وہ خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کے تعلق سے مضمون کو بیان کیا جا رہا ہے۔ اب بھی صفات حسنہ کے تعلق سے ہی میں اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَايَشَآءُ۔ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔﴾ (سورة الشوریٰ: آیت ۵۲)

اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت بلند شان (اور) حکمت والا ہے۔

یہ جو اللہ تعالیٰ وحی کے متعلق فرماتا ہے اس میں کشوف بھی داخل ہیں۔ پردے کے پیچھے سے بھی اور ظاہر ہو کے بھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ جو کشوف عطا فرمائے ہیں کو ان کا میں نے جائزہ لیا ہے امر واقعہ یہ ہے کہ سارے انبیاء کے کشوف مل کے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کشوف کے برابر نہیں ہوتے۔ کثرت سے آپ کو کشوف دکھائے گئے اور پھر خصوصیت یہ ہے کہ کشوف اس طرح کے دکھائے گئے ہیں کہ بہت سے دوسرے لوگوں نے بھی وہی کشوف دیکھے ہیں۔ صرف رسول اللہ ﷺ اکیلے اس میں نہیں تھے۔ ان کشوف کے پرتو سے اردگرد کے ماحول میں بھی لوگوں نے کشوف دیکھے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اور اس کی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور بسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں اس کی نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور مُردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کر لیتا ہے اور بسا اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اس کی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پیروں کے نیچے پڑی ہیں۔ ایسا ہی اس کے کان کو بھی مُغیبات کے سننے کی قوت دی جاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سن لیتا ہے اور بیقراروں کے وقت ان کی آواز سے تسلی پاتا ہے ...... اسی طرح اس کی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوت دی جاتی ہے اور بسا اوقات وہ بشارت کے امور کو سونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبو اس کو جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اس کے دل کو قوت اور فراست عطا کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں اس کے دل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں"۔ (حقيقة الوحي، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحه ۱۸)

اب میں آنحضرت ﷺ کے کشوف کا حال بیان کرتا ہوں۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ان معاملات کے بارہ میں جن کے بارہ میں سوال کرنے کی کوئی اور جرأت نہ کرتا تھا تو سوال کر لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! وہ کون سی چیز ہے جو آپ نے نبوت کے اوائل میں دیکھی تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا اے ابو ہریرہؓ تم نے ایک بہت بڑا سوال کر دیا ہے۔ پھر آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا میں دس سال اور کچھ ماہ کی عمر میں صحرا میں جا رہا تھا۔ دس سال کے تھے نبوت سے بہت پہلے، تو میں نے اپنے سر کے اوپر کی طرف سے ایک آواز سنی کہ ایک شخص دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ کیا یہ وہی ہے۔ اس پر اس نے دوسرے کو جواب دیا: ہاں یہ وہی ہے۔ پھر وہ ایسے چہروں کے ساتھ میرے سامنے آئے جو میں نے کبھی کسی مخلوق میں نہیں دیکھے اور ایسی اَرواح کے ساتھ وہ دونوں ظاہر ہوئے کہ میں نے مخلوق میں وہ نہیں دیکھیں۔ ایسے کپڑوں میں ملبوس تھے کہ میں نے کبھی کسی کو ویسے کپڑوں میں ملبوس نہیں دیکھا۔ وہ دونوں میرے پاس چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ اُن میں سے ہر ایک نے مجھے میرے بازو سے جکڑ لیا **جبکہ میں ان کے ہاتھوں کا لمس محسوس نہ کرتا تھا۔ ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا اسے لٹا دو۔ پس ان دونوں نے مجھے زمین پر لٹا دیا۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کا** سینہ چاک کر دو۔ چنانچہ ان میں سے ایک میرے سینے کی طرف جھکا اور اسے چاک کر دیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ نہ تو میرا خون نکلا اور نہ ہی مجھے درد محسوس ہوا۔ چنانچہ ایک نے دوسرے کو کہا کہ اس کے سینہ سے کینہ اور حسد نکال دو۔ چنانچہ اس نے لوتھڑے کی طرح کی ایک چیز نکالی اور اسے دور پھینک دیا۔ پھر اس نے اس کو کہا کہ اس میں رأفت اور رحمت ڈال دو۔ ﴿وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ والا مضمون ہی ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بھی لوتھڑے کی طرح کی کوئی چیز تھی جو چاندی سے مشابہت رکھتی تھی۔ پھر اس نے میرے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلایا اور کہا اٹھو اور خیر و عافیت سے جاؤ۔ چنانچہ میں اس کے کہنے پر اس حال میں اٹھا کہ میرے دل میں چھوٹوں کے لئے نرمی تھی اور بڑوں کے لئے رحمت تھی۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرائیلؑ تشریف لائے آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ اس نے آپ کو پکڑا، آپ کو لٹایا اور آپ کے سینہ کو کھولا اور دل کو نکالا پھر دل کھولا اور اس سے ایک لوتھڑا نکالا اور کہا کہ آپ میں شیطان کا یہی حصہ ہے۔ پھر جبرائیل نے سونے کے طشت میں آب زم زم سے اسے دھویا پھر اُسے دوبارہ جوڑ دیا اور پھر اسے اس کی جگہ واپس رکھ دیا راوی بیان کرتے ہیں کہ بچے آپ کی والدہ یعنی رضاعی والدہ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے انہوں نے کہا کہ محمد کو قتل کر دیا گیا ہے۔ وہ آپ کی طرف آئے آپ کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ (صحيح مسلم كتاب الايمان باب الاسراء ......) اب اس کشف میں وہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ساتھ شریک ہو گئے۔ یہی میں کہنا چاہتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کشوف میں ماحول پر بھی پرتو پڑا ہے اور بہت سے لوگ ان کشوف کے گواہ بن گئے جبکہ عام طور پر کشوف اکیلا ہی ایک انسان دیکھتا ہے۔

ابتدائے نبوت میں کشوف و رؤیا کا آغاز:۔ یونس بن یزید روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابن شہاب نے بتایا کہ انہیں عُروہ بن زبیرؓ نے بتایا کہ اُمّ المومنین عائشہؓ نے فرمایا کہ ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کو رؤیا صادقہ (یعنی سچی خوابیں) آتی تھیں۔ آپ جب بھی کوئی رؤیا دیکھتے وہ صبح کے طلوع ہونے کی طرح پوری ہو جاتی تھی۔ پھر آپؐ کو خلوت میں رہنا محبوب ہو گیا۔ چنانچہ آپ غار حرا میں جانے لگے اور کئی کئی راتیں غار حرا میں خلوت گزینی میں گزارتے اور اس خلوت نشینی کے لئے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے تھے۔ جب ساز و سامان ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آجاتے۔ چنانچہ وہ پھر آپ کی تیاری کروا دیتیں۔ یہاں تک کہ غار حرا میں آپ پر حق منکشف ہو گیا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا ﴿اِقْرَاْ﴾ (یعنی پڑھو) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَا اَنَا بِقَارِئٍ﴾ میں تو پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ ہی فرماتے ہیں اس پر اس فرشتہ نے مجھے پکڑا اور مجھے بھینچا یہاں تک کہ مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہ رہی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ﴿اِقْرَاْ﴾۔ میں نے پھر کہا۔ مجھے تو پڑھنا نہیں آتا۔ اس پر اس نے مجھے پھر پکڑ لیا اور بھینچا اور اتنا بھینچا کہ مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہ رہی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ﴿اِقْرَاْ﴾ پڑھو۔ میں نے کہا میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ چنانچہ اس نے

مجھے پھر پکڑ لیا اور بھینچا یہاں تک کہ مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہ رہی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ جبریل نے ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ﴾ تک کی آیات پڑھیں۔ چنانچہ اس وحی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ گھر کو لوٹے اور خوف سے آپ کانپ رہے تھے۔ جیسے سخت سردی کا بخار چڑھ رہا ہو۔ جا کے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ میری تو حالت خراب ہو گئی ہے مجھے کپڑا اوڑھا دو ، زَمِّلُوْنِیْ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا نہیں ہے۔ مبارک ہو۔ پس اللہ کی قسم وہ آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا۔ بخدا آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچی بات کی تصدیق کرتے ہیں اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور ایسی نیکیاں بجالاتے ہیں کہ جو معدوم ہو چکی ہیں اور آپ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور آپ حوادث زمانہ کے شکار لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے آئیں جو زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جتنی توفیق دیتا تھا اس قدر وہ انجیل سے ترجمہ کر کے عربی میں لکھا کرتے تھے۔ بہت ضعیف تھے اور نابینا بھی ہو چکے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا اے چچازاد! اس بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ نے کہا: بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ اس پر آنحضور ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ اس پر ورقہ نے کہا کہ کاش میں اس وقت تک زندہ ہوتا جب تیری قوم تجھے نکال دے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ کاش مجھ میں طاقت ہوتی تو میں کمر باندھ کر تیری مدد کرتا مگر وہ پہلے ہی فوت ہو گئے۔

(بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ العلق اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: پھر کچھ دیر تک سلسلہ وحی منقطع رہا۔ ایک روز جبکہ میں چلتا جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی چنانچہ میں نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف کیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ میں اس سے ڈر گیا اور تیزی سے چلتے ہوئے اپنے گھر پہنچا۔ پھر میں نے اپنے گھر والوں سے کہا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ۔ یعنی مجھے ڈھانپ دو۔ مجھے ڈھانپ دو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سورۃ المدثر کی آیات ﴿یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ﴾ سے لے کر ﴿وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ﴾ تک نازل فرمائیں۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ من الاحزاب و مخرجه الی بنی قریظة و محاصرته ایاهم)

بشیر بن ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو مسعود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریلؑ نازل ہوئے پھر انہوں نے میری امامت کی چنانچہ حضرت جبریلؑ نے حضرت رسول اللہ کی امامت کی۔ تو میں نے ان کی امامت میں نماز ادا کی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی یہاں تک کہ انگلیوں پر گن کے بتایا کہ پانچ نمازیں ہماری پوری ہو گئیں۔ (بخاری کتاب بدء الخلق ، باب ذکر الملائکة)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے بہت اُجلے اور سفید تھے اور بال سخت سیاہ۔ سفر کا کوئی نشان اس پر نظر نہیں آتا تھا لیکن ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا نہ تھا۔ وہ شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اپنے زانو آنحضور ﷺ کے زانو سے ملائے اور اپنے ہاتھ رانوں پر رکھ لئے اور پوچھنے لگا: اے محمدؐ! مجھے اسلام کے متعلق کچھ بتائیے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہے اور یہ کہ تو نماز پڑھے، زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور تجھے سفر کی طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اس پر اُس شخص نے کہا: آپؐ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ ہمیں تعجب ہوا کہ وہ خود ہی پوچھتا ہے اور پھر خود ہی ساتھ تصدیق بھی کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا: ایمان کسے کہتے ہیں؟۔ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو ایک مانے، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں، یوم آخرت پر اور قدرِ خیر و شر پر یقین رکھے۔ اس پر اُس نے پھر کہا: آپؐ ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر اُس نے کہا: مجھے احسان کے متعلق کچھ بتائیے؟ اس پر آپؐ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہیں تو کم سے کم یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کی گھڑی کے متعلق کچھ بتائیے۔ آپ نے فرمایا: جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس پر اُس نے کہا: پھر مجھے اس کی کچھ علامات بتا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: آثار قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں والے، ننگے جسم والے بھوک کے مارے بکریاں چرانے والے لوگوں کو تو بڑی بڑی اونچی عمارتیں بناتے دیکھے گا۔ اس سوال و جواب کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ کچھ دیر میں اسی تعجب میں رہا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تمہیں معلوم ہے کہ یہ پوچھنے والا کون تھا۔ میں نے کہا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ جبرائیل تھا جو تم کو تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔ (صحیح بخاری اور صحیح مسلم. کتاب الایمان)

دوسری روایت میں آتا ہے کہ بعد میں حضرت عمرؓ اور بعض دوسرے لوگ پیچھے گئے کہ دیکھیں کہ یہ کون ہے کہاں سے آیا تھا، اس کا دور تک کہیں کوئی نشان نہیں ملا۔ تو جبرئیل اس شکل کے تو تھے نہیں۔ جبرئیل تو افق سے افق تک پھیلی ہوئی شکل میں بھی آنحضرت ﷺ کو نظر آئے ہیں۔ پس کشف میں اصل جو صورت ہے وہ نظر نہیں آیا کرتی اس کا ایک منظر نظر آتا ہے۔ اور ضروری نہیں ہے کہ کشف میں اصل صورت نظر آئے مگر بعض کشوف میں اصلی صورت بھی نظر آجایا کرتی ہے۔

حضرت جبرئیل کے متعلق شیخ عبدالحق صاحب محدّث فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام بذات خود نازل نہیں ہوتا بلکہ ایک تمثیلی وجود انبیاء علیہم السلام کو دکھائی دیتا ہے اور جبرائیل اپنے مقام آسمان میں ثابت و برقرار ہوتا ہے۔ یہ وہی عقیدہ جس کا اس عاجز (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام) کو بھی یقین ہے۔ (ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۲۲)

مدینہ کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے ایک کشفی نظارہ دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی عورت جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے مدینہ سے نکلی ہے اور مُھَیْعَہ یعنی جُحْفَہ میں جا کر ٹھہری ہے۔ تو میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ مدینہ کی بیماری جُحْفَہ منتقل ہو جائے گی۔ (بخاری کتاب التعبیر ، باب اذا رأی أنه اخرج الشئ من كورة، فاسكنه موضعا اخر) پس مدینہ میں جو Plague پھیلا ہوا تھا واقعۃً وہ کچھ دن کے اندر اندر جُحْفَہ منتقل ہو گیا۔

غزوہ بدر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کشف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں تھے کہ اُنہوں نے ہمیں بدر والوں کی باتیں بتانا شروع کیں اور آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اگلے روز ہونے والی جنگ میں کفارِ مکہ کے مر کر گرنے والوں کی جگہوں کی نشان دہی کی تھی۔ اور فرمایا یہاں فلاں شخص گر کر مرے گا اور یہاں فلاں شخص گر کر مرے گا۔ پس جنگ بدر میں ایسا ہی ہوا۔ جس جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے جو پیشگوئی کی تھی بعینہٖ اسی طرح وہ اس مقام پر گر کر مرا۔

(مسلم کتاب الرؤیاء باب رؤیا النبی ﷺ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر والے دن فرمایا کہ جبرئیل اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑے ہوئے ہے اور انہوں نے آلاتِ حرب سجائے ہوئے ہیں۔ (بخاری کتاب المغازی. باب شهود الملائكة بدرًا) تو جبرئیل اس بہادر جوان کی شکل میں بھی نظر آئے جو گھوڑے پر سوار تھے اور آلات حرب سجائے ہوئے تھے پس وہ دشمن پر حملہ آور ہو رہے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے کہ جنگ اُحد کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ دو اور شخص جن کے کپڑے سفید تھے آپ کی طرف سے بڑی شدت کے ساتھ لڑائی کر رہے تھے اور ان دو افراد کو میں نے نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ کبھی بعد

❁ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ❁

اَطِعْ اَبَاکَ

❁ اپنے باپ کی اطاعت کر ❁

طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

❁ Auto Traders ❁

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان:: 248-5222'248-1652'243-0794

رہائش:: 237-0471'237-8468

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

میں دیکھا۔(بخاری کتاب المغازی باب اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا......)

غزوہ خندق کے موقعہ پر کشفی نظارے: حضرت ابوسکینہ جو ایک آزاد کردہ غلام تھے آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریمؐ خندق کھودنے کا ارشاد فرمایا تو ایک چٹان ان کے آڑے آگئی۔تب رسول اللہ ﷺ اٹھے، کدال ہاتھ میں لی، اپنی چادر خندق کے ایک طرف رکھی اور فرمایا: تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام صدق اور عدل کے ساتھ پورا ہو گیا اس کے کلام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔اس کے بعد آپؐ نے پھر کدال اٹھایا اور دوبارہ پھر پتھر کو مارا اور پتھر سے پھر ایک شعلہ نکلا تو آپؐ نے پھر یہی آیت پڑھی تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ ...... (حضور نے فرمایا) خطبہ چونکہ لمبا ہے اس لئے میں ذرا مختصر کر رہا ہوں اس کو۔مضمون یہی ہے لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ آخر تک پڑھی۔اس پر پتھر کا بقیہ تیسرا حصہ بھی ٹوٹ گیا جب آپ خندق سے باہر تشریف لائے اپنی چادر اٹھائی اور بیٹھ گئے۔حضرت سلمانؓ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ضرب لگاتے تھے تو میں ان کے ساتھ ایک چنگاری دیکھتا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان کیا تو نے بھی وہ چنگاری دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے خدا کے رسول جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہاں میں نے وہ چنگاری دیکھی تھی۔آپ نے فرمایا: جب میں نے پہلی دفعہ ضرب لگائی تو میرے لئے کسریٰ کے شہر اور اس کے اردگرد کے علاقے اور دیگر کئی شہر نمودار ہوئے یہانتک کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔اس پر آپ کے پاس موجود صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان علاقوں کو ہمارے لئے فتح کردے اور ان کے گھر ہمیں مالِ غنیمت کے طور پر عطا فرمادے اور ان کے ملکوں اور شان وشوکت کو ہمارے ہاتھوں سے برباد کردے۔چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا کی۔پھر آپ نے فرمایا: پھر میں نے دوسری ضرب لگائی میرے لئے قیصر کے شہر اور اس کے اردگرد کے علاقے نمودار ہوئے یہاں تک کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔اس پر آپ کے پاس موجود صحابہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان علاقوں کو ہمارے لئے فتح کردے اور ان کے گھر ہمیں مال غنیمت کے طور پر عطا کردے اور ان کی شان وشوکت کو خاک میں ملادے۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا کی پھر آپ نے فرمایا میں نے تیسری ضرب لگائی تو میرے لئے حبشہ کے شہر اور ان کے اردگرد کے علاقے نمودار ہوئے یہاں تک کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک اہل حبشہ تم سے تعرض نہ کریں تم بھی ان سے تعرض نہ کرو۔ (یعنی اہل حبشہ کے لئے یہ دعا نہیں کی کہ وہ برباد ہو جائیں)۔اور جب تک تُرک تم سے (جنگ کرنے سے) باز رہیں تم بھی ان سے باز رہو۔(سنن نسائی، کتاب الجہاد)

حضرت امّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جنگِ خندق کے دن سعدؓ زخمی ہو گئے تھے جنہیں قریش کے ایک شخص حبان بن عرقہ نے پنڈلی کی رگ میں تیر مارا تھا۔چنانچہ نبی ﷺ نے ان کے خیمہ مسجد میں لگوادیا تھا تاکہ قریب سے ہی ان کی عیادت کرسکیں۔پھر جب غزوۂ خندق سے واپس لوٹے تو آپ نے اپنے ہتھیار اُتار دیئے اور غسل فرمالیا تو اس وقت جبریلؑ آپ کے پاس آئے۔اور کہا: آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں ابھی ان کو نہیں اُتاروں گا۔اُن کی طرف حملہ کے لئے نکلو۔اس پر نبی ﷺ دریافت کیا کہ کن کی طرف؟ اس پر جبریلؑ نے کہا بنو قریظہ کی طرف۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی تو آنحضرتؐ کے سامنے انہوں نے شکست کھائی۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ من الاحزاب و مخرجه الی بنی قریظة و محاصرته ایاهم)

اب معراج بھی ایک عظیم الشان کشف تھا۔اس کو رؤیا کہا جاتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ رؤیا نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ یہ ایک عظیم الشان کشف تھا جو بظاہر رؤیا کہلانے لگ گیا ہے۔آپؐ نے کشفی نظارہ دیکھا حضرت آدمؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں میں قابل ذکر ہیں جن کو آپؐ نے کشف میں دیکھا۔یہ حدیث لمبی تھی اس کا خلاصہ نسبتاً نکال کے بیان کیا جارہا ہے۔

نمازوں کی فرضیت کا واقعہ اسی معراج سے تعلق رکھتا ہے۔جب آپؐ حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گزرے اور خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے اُوپر چلے گئے تو اس وقت واپسی پر انہوں نے بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کی۔ ہیں حضرت موسیٰ نے کہا کہ خدا کے بندے اتنی نمازیں تیری اُمت پر بوجھ ہوں گی واپس جاؤ اور بخشواؤ۔واپس گئے پھر پچاس کی بجائے چالیس ہو گئیں پھر دوبارہ یہی واقعہ ہوا، پھر واپس گئے پھر چالیس کی بجائے تیس ہو گئیں، یہانتک کہ پانچ ہو گئیں اور اس پہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ پانچ نمازیں بھی تمہاری پچاس کے برابر ہیں۔

(تفصیلی روایت۔ صحیح بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ میں درج ہے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ کے متعلق جو کہا تھا میں اتنی جلدیں لکھوں گا اور پھر لکھ نہیں سکے تھے۔مولوی اعتراض کرتے تھے۔آپ نے کہا جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہاری نمازوں کو پچاس سے پانچ کہہ کر پھر پچاس کے برابر کہا ہے میں نے جو کچھ براہین احمدیہ میں لکھ دیا ہے وہی میرے وعدے کے مطابق پورا ہے۔اس میں سارے مضامین آگئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:۔ جب مجھے معراج ہوا تو (حالت کشف میں) میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟۔تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزّت وآبرو سے کھیلتے تھے (یعنی ان کی غیبت کرتے اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے)

(ابو داؤد۔ کتاب الادب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسراء کے دوران میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ ان کا حلیہ کیا تھا۔بال لمبے اور بکھرے ہوئے تھے۔میں نے ان کی شکل کا جائزہ لیا جیسے شنوءہ قبیلہ کا کوئی فرد ہو۔اسی طرح میری ملاقات حضرت عیسیٰ سے بھی ہوئی۔میں نے ان کی شکل کا جائزہ لیا درمیانہ قد، سرخی مائل رنگ۔یوں لگتا جیسے ابھی ابھی حمام سے نکلے ہوں۔میں نے حضرت ابراہیمؑ کو بھی دیکھا میری شکل ان کی اولاد میں سے ان سے بے حد ملتی تھی۔پھر فرمایا کہ میرے سامنے دو برتن لائے گئے۔ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب۔مجھ سے کہا گیا کہ جو پسند ہے وہ لے لو۔میں نے شراب کو ردّ کر دیا اور دودھ کو اختیار کر لیا۔اس پر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپؐ نے بالکل درست کیا ہے۔اگر شراب کو قبول کرتے تو آپ کی امت بہک جاتی۔ (ترمذی کتاب التفسیر تفسیر سورة بنی اسرائیل) دودھ تو روحانی غذا ہے ہر پہلو سے یہ روحانی غذا ہے، اور جسمانی غذا بھی ہے۔تو آنحضور ﷺ نے اپنی فراست سے دودھ کو پسند کر لیا اور اس کو چھوڑ دیا۔جبرائیل نے کہا شراب کو پسند کرتے تو امت گمراہ ہو جاتی۔

اب ایک کشفی نظارے میں آپ کو بیت المقدس بھی دکھایا گیا ہے۔ابوسلمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب قریش مکہ نے (میرے سفر اسراء پر) مجھے جھٹلا دیا تو میں مقام حجر میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کردیا اور میں اس کی نشانیاں ان کو بتانے لگا، اس حال میں کہ میں اس کو دیکھ رہا تھا۔(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورة الاسراء باب قوله سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام)

اس کے متعلق دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ ایک یہودی نے اُٹھ کے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا کہ اگر آپ نے دیکھا ہے واقعی بیت المقدس، تو وہ دیکھا ہوا تھا اس نے، مجھے بتائیں کہ وہ کس شکل کا ہے، کیا کیا چیزیں آپؐ نے دیکھی ہیں۔اس وقت رسول اللہ ﷺ کو وقتی طور پر Blank ہو گیا، سمجھ نہیں آئی کہ میں کیا جواب دوں۔پھر اللہ تعالیٰ نے سامنے بیت المقدس کھڑا کر دیا اور اس کے نشان دیکھ دیکھ کے ایک ایک چیز بتانے لگے کہ یہ اس کا یہ فلاں جگہ یہ ہے فلاں جگہ یہ ہے۔

حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے اپنے عزیزوں کے نام مکہ بھیجے ہوئے خط کو کشفاً دیکھنا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زُبیر اور مقداد کو بھیجا اور فرمایا شفتالو کے باغ میں جاؤ وہاں ایک عورت شُتر سوار ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے کر آؤ۔ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے گئے۔اب یہ رؤیا نہیں ہے کشف ہے۔گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے گئے وہ عورت مل گئی۔ہم نے اس سے کہا خط نکالو۔وہ بولی میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ہم نے کہا تمہیں خط نکالنا پڑے گا یا کپڑے اُتارنے پڑیں گے۔پھر میں نے وہ خط اس کے بالوں کے جوڑے سے نکالا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا۔اس میں لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے بعض مشرکین کے نام اس میں اس نے رسول اللہ ﷺ کی بعض باتوں کا ذکر کیا تھا۔(ایک روایت میں ہے کہ حاطب نے اس میں رسول اللہ ﷺ کی تیاری اور فوج کی آمادگی اور مکہ کی روانگی سے کافروں کو مطلع کیا تھا۔)

(مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل حاطب ابن ابی بلتعة و اهل بدر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے غزوۂ موتہ پر لشکر کو بھجوایا اور ہدایت فرمائی کہ اس کے امیر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ ابن رواحہ امیر ہوں گے۔

اس ضمن میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ قبل اس کے کہ اس لشکر کی کوئی خبر مسلمانوں کو پہنچتی، رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں امرائے لشکر کی شہادت کی اطلاع بھی لوگوں کو دے دی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: زیدؓ نے جھنڈا پکڑا ہوا تھا مگر شہید ہو گئے۔ اسی ترتیب سے وہ شہید ہوئے۔ پھر جعفرؓ نے جھنڈا تھام لیا مگر وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ابن رواحہؓ نے جھنڈا تھاما مگر وہ بھی شہید ہو گئے۔ ابن رواحہ کے متعلق ایک روایت میں آتا ہے کہ جب ان کے ہاتھ کاٹے گئے، ٹنڈے ہاتھوں سے اس جھنڈے کو تھام لیا۔ لڑتے رہے یہانتک کہ آپ کی جان قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کی آواز بھرا گئی اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا) مجھے رونا آیا ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی جب یہ واقعہ سنا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ پھر فرمایا یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا تھام لیا اور اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے خلاف فتح دی۔ (بخاری۔ کتاب المناقب) یہ اللہ کی تلوار حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے جنت میں داخل ہونے والے تین افراد اور دوزخ میں داخل ہونے والے تین افراد پیش کئے گئے۔ جنت میں داخل ہونے والے پہلے تین افراد: (۱) شہید، (۲) ایسا غلام جو اپنے رب کی عبادت عمدہ طور پر ادا کرتا ہو اور اپنے آقا کا بھی خیر خواہ ہو۔ اور تیسرا شخص وہ ہے جو عفت اختیار کرتا ہے اور عیال دار ہونے کے باوجود سوال کرنے سے گریز کرتا ہے۔ یہ خاص طور پر نصیحت یاد رکھنی چاہئے کہ غربت میں بھی سوال کرنے کی عادت نہیں کرنی چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سوالی کو کچھ نہ دو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ اگر کوئی سوال کرتا ہے تمہارا فرض یہی ہے کہ اس کو دے دو۔ لیکن سوالی کو منع فرمایا ہے کہ وہ سوال نہ کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد دوزخ میں جانے والوں میں سے فرمایا پہلا وہ شخص، وہ امیر جو مسلط کیا گیا ہو یعنی لوگوں کے منشاء کے مطابق نہ ہو بلکہ جبری حاکم ہو۔ ایسا صاحب مال جو امیر ہونے کے باوجود غریبوں پر خرچ نہ کرے اور ایسا فقیر کہ پلّے کچھ نہ ہو اور تکبر ہو محض اکڑتا پھرے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۵ مطبوعہ بیروت)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ چنانچہ میں نے دیکھا آپؐ براق پر ایک اور شخص کے ہمراہ سوار تھے۔ یہ کشف حضرت عائشہ کا کشف ہے جو رسول اللہ ﷺ کے متعلق انہوں نے دیکھا۔ اس شخص نے سفید پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ اس پگڑی کا ایک پلّو اس کے دونوں کندھوں کے درمیان لٹک رہا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ براق کی جادوں پر یعنی اس کی باگوں پر رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ کا اُٹھنا دکھایا گیا ہے، یہ کون تھا؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اُسے دیکھا ہے؟ اس پر میں نے کہا۔ جی حضور۔ آنحضورؐ نے فرمایا تم نے کس کو دیکھا ہے؟ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے دحیہ کلبی کو دیکھا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا وہ دحیہ کلبی نہیں بلکہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۴ صفحہ ۲۰۵ زیر لفظ دحیہ بن خلیفہ) ایک روایت کے مطابق جبرائیل دحیہ کلبی کی شکل میں بھی آتے رہے ہیں۔ تو دحیہ کلبی ایک شخص تھا اس کی جیسی بھی شکل تھی، اس شکل میں بھی جبرائیل نازل ہوتے رہے ہیں۔

یہ آخری روایت یہ ہے۔ حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا: ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کے سامنے مسیح دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ یک چشم نہیں لیکن مسیح دجال کانا ہوگا۔ مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی اور یوں اُبھری ہوئی ہوگی جیسے انگوروں کا دانا ہوتا ہے۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ میں کعبہ کے پاس ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندمی رنگ کا خوبصورت آدمی ہے، زلفیں کندھوں تک پہنچ رہی ہیں، بال سیدھے شفاف ہیں جن سے پانی کے قطرے ٹپکتے نظر آتے ہیں، وہ اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہے، بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ مسیح ابن مریم ہے۔ میں نے ان کے پیچھے ایک اور آدمی دیکھا۔ گھنگریالے بال والا، سخت جلد، دائیں آنکھ کانی، ابن قطن سے جلد ملتی جلتی ہے۔ ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے کعبہ کے گرد گھوم رہا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ مسیح الدجال ہے۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم اذانتبذت من اھلھا)

اب یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے پہلے بھی میں روایت بیان کر چکا ہوں اس میں حضرت مسیح کا حلیہ اَور ہے اور یہاں حلیہ اَور ہے۔ اس سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ یہاں کالے اور سیدھے بال دکھائے گئے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ مسیح ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے کشفاً دیکھا ہے۔ اور دجال کے کانے ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی جو دین کی آنکھ ہے وہ کچھ نہیں دیکھ سکے گی لیکن دنیا کی آنکھ اس کی بہت تیز ہوگی۔ یہانتک کہ زیر زمین چیزوں کو بھی دیکھ لے گی۔ چنانچہ اب جتنی بھی ایجادات ہیں اور ﴿وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ﴾ کے متعلق جو آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی زمین کے اندر جو چیزیں ہیں وہ اگل دی جائیں گی۔ پس دجال ان کو دیکھ لے گا جو زمین کے نیچے دفن ہے۔

ایک احمدی کو نورتن ایوارڈ

امسال 26 جنوری کو یوم جمہوریہ کی تقریب کے موقع پر بھارت کے سابق صدر جناب کے آر نارائن صاحب نے مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو نورتن ایوارڈ پیش کیا۔ جناب نارائن نے مکرم ڈاکٹر صاحب کو انٹرنیشنل فیڈریشن فار ورلڈ پیس کی طرف سے حال میں ہی ''ایمبسڈر آف پیس'' کا اعزاز ملنے پر مبارکباد دی اور انسانیت اور انسانی حقوق کے تحفظ کے سلسلہ میں آپ کی عالمی کاوشوں کو سراہا۔

دہلی میں ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب نے این آر آئی انٹرنیشنل کانگریس کے سہ روزہ اجلاس میں شرکت کی۔ آپ نے اجلاس سے خطاب بھی کیا اور بھارت میں لاکھوں کروڑوں غربت میں جکڑے ہوئے شہریوں کی بہبودی کی طرف خصوصیت سے توجہ مبذول کرائی۔ اس اجلاس میں سابق وزیر اعظم بھارت جناب گجرال صاحب، پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین شری پنت صاحب الیکشن کمیشن کے سابق چیئرمین شری کرشنا مورتی صاحب اور کئی دیگر وزراء اور لوک سبھا کے ممبر شامل تھے۔ اس اجلاس میں مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو این آر آئیز کے انٹرنیشنل چیپٹر کا وائس پریزیڈنٹ منتخب کیا گیا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب راجستھان اور کشمیر کے دورے پر بھی تشریف لے گئے۔ راجستھان میں جے پور کے راجہ بھوانی سنگھ صاحب سے ملاقات ہوئی اور راجستھان گورنمنٹ کے وزیر مال اور وزیر صحت سے لوکل ترقیاتی منصوبوں پر گفتگو ہوئی۔

بھارت کی طرف سے گذشتہ سال مکرم ڈاکٹر صاحب کو ہند رتن کا ایوارڈ دیا گیا تھا۔ 1998ء میں آپ کو ملکہ برطانیہ کی طرف سے OBE کا اعزاز دیا گیا۔ 1994ء میں امریکہ کی انٹرنیشنل اکیڈمی نے آپکو ہیومن ڈویلپمنٹ کی فیلڈ میں نمایاں کارکردگی پر آئنسٹائن نوبل پرائز دیا۔ اللہ تعالیٰ یہ سب اعزازات مکرم ڈاکٹر صاحب کیلئے اور جماعت کیلئے مبارک کرے۔

قرار داد تعزیت

بر وفات محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش و مؤلف اصحاب احمد

منجانب لجنہ اماء اللہ بھارت

مورخہ 2 فروری کی صبح محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش کی وفات کی خبر سن کر قادیان کے ماحول میں اداسی کی دھند چھا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات سے درویشان قادیان کی تاریخ کا ایک اور باب بند ہو گیا۔

مکرم ملک صلاح الدین صاحب مرحوم نے لمبی عمر پائی۔ 22 سال کی عمر میں دین کی خدمت کیلئے اپنے آپکو وقف کیا اور پھر تا وفات خدمت کا سلسلہ جاری رہا۔ مختلف عہدوں پر کام کرنے اور خدمات کے ساتھ آپکو ایک سال تک حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری رہنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ جلسہ سالانہ قادیان پر کئی سال تک آپ ''ذکر حبیب'' کے عنوان پر تقریر کرتے رہے۔ اپنے سادگی سے بھرپور مخصوص لہجہ میں آپکا انداز بیان سامعین کو بہت محظوظ کرتا اور گلشن احمد کے گزرے ہوئے حسین نظارے آنکھوں کے سامنے نظر آتے۔

ان سب کے ساتھ آپکی ایک بڑی خدمت ''اصحاب احمد'' کی تالیف ہے جسکے تحت آپنے چالیس کتب لکھیں۔ اگلی نسلوں کیلئے سلسلہ کے بزرگان کی سوانح محفوظ کر کے آپنے انکے لئے ایک گراں قدر خزانہ چھوڑا ہے۔

آپ بہت نرم طبیعت اور سادہ فطرت کے انسان تھے۔ بہت ذہین تھے۔ اور اہم معاملات میں مفید مشوروں سے نوازتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور انکا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

سیرت سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

خدمت خلق کے آئینہ میں

تقریر مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت بر موقع جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 2003ء

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

(سورۃ آل عمران آیت ۱۱۱)

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یہ اس قدر وسیع اور طویل مضمون ہے کہ اس کو اس مختصر سے وقت میں سمیٹنا نہایت مشکل امر ہے۔ تاہم وقت کی رعایت کے پیش نظر اس پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ قبل اس کے کہ میں اپنے اس موضوع کو بیان کروں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دنیا میں مبعوث ہونے کی دو ہی اغراض بیان کی گئی ہیں۔ اول حقوق اللہ یعنی آج کا انسان جو انسانیت کے چولے سے باہر نکل کر حیوان بن چکا ہے اور اپنے پیدا کرنے والے محسنِ حقیقی خدا کے احسانوں کو یکسر فراموش کرتے ہوئے اس سے تعلق منقطع کر چکا ہے اس تعلق کو دوبارہ قائم کیا جائے کیونکہ اللہ پاک نے قرآن کریم میں انسان کی پیدائش کا مقصد بھی یہی بیان کیا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اس کے ساتھ تعلق جوڑا جائے اور اس کے حقوق ادا کئے جائیں۔ اور دوسری غرض سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دنیا میں آنے کی یہ تھی کہ انسان نے انسان کے ساتھ جو رشتہ منقطع کر رکھا ہے۔ اس تعلق کو جوڑا جائے اور ایک انسان کی دوسرے انسان کے دل میں ایسی محبت اور الفت قائم کر دی جائے کہ اس کی تکلیف پر اس کا دل تڑپ اٹھے اس کے دکھ پر وہ بے چین اور بے قرار ہو جائے گویا خدا کی مخلوق کے ساتھ محبت اور پیار کا سلوک کیا جائے۔ اسی مفہوم کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

”ہمارے بڑے اُصول دو ہیں اول خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔“

(ذکر حبیب ص ۱۸۰)

آپ کی ساری زندگی انہی دو اصولوں کے ارد گرد چکر لگاتی تھی آپ نے خدا کی توحید کو قائم کرنے اور خالق و مخلوق کے تعلقات کو بہتر بنانے اور مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی اور رواداری کو لازم قرار دینے کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کر دی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور اخلاق فاضلہ کا ہر پہلو نمایاں اور بلند ہے۔ خدمت خلق اور خدمت انسانیت کے تعلق سے یہ پہلو آپ کا کتنا ارفع اور اعلیٰ ہے کہ آپ کو یہ بات قطعاً برداشت نہ تھی اور آپ کے اس عقیدہ سے دل خون کے آنسو روتا تھا کہ کسی عاجز انسان کو خدا بنا لیا جائے۔ مسیحیت کے باطل عقائد اور اس زمانے میں ان عقائد کے عالمگیر انتشار کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل پر اتنا بوجھ تھا کہ آپ ایک جگہ درد و کرب سے بے قرار ہو کر بڑے جلال سے فرماتے ہیں:

”میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنے سے خون ہوتا ہے۔ اور میری جان عجب تنگی میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا دلی درد کا مقام ہو گا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور مشتِ خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا خدا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ ...... وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ چلے گا۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلیں گی اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا ..... تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں۔ مگر مسیح ایک اور بھی ہے جو اس وقت بول رہا ہے۔ خدا کی غیرت دکھلا رہی ہے کہ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ مگر انسان کا ثانی موجود ہے۔“

(اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

اس تعلق میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دلچسپ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک کمرہ میں بیٹھے تھے اور حضور کوئی تصنیف فرما رہے تھے کہ کسی شخص نے بڑے زور سے دروازے پر دستک دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مفتی صاحب سے فرمایا کہ آپ دروازے پر جا کر معلوم کریں کہ کون ہے اور کیا پیغام لایا ہے۔ مفتی صاحبؓ نے دروازہ کھولا تو دستک دینے والے صاحب نے بتایا کہ مجھے مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے بھجوایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خوشخبری سناؤ کہ فلاں شہر میں ایک غیر احمدی مولوی صاحب کے ساتھ مولوی صاحب کا مناظرہ ہوا ہے اور مولوی صاحب نے اسے مناظرے میں شکست فاش دی ہے۔ اور بہت رگیدا اور بالکل لاجواب کر دیا۔ مفتی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ بات پہنچائی تو حضور نے مسکرا کر فرمایا:

”میں اس زوردار دستک سے سمجھا تھا کہ یورپ مسلمان ہو گیا اور یہ اس کی خبر لائے ہیں۔“

(سیرۃ المہدی روایات ۳۰۲ و ذکر حبیب مرتبہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

یہ غالباً ایک وقتی لطیفہ کی بات تھی مگر اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یورپ کے مسلمان ہونے کا اتنا خیال تھا کہ آپ اپنے لئے حقیقی خوشی صرف اس بات میں سمجھتے تھے کہ مسیحیت کا بت ٹوٹے اور یورپ اسلام کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو جائے۔ اس زبردست جذبہ بلکہ خدائی القاء کے ماتحت آپ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں:

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

میں اس موقعہ پر احمدی مبلغوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ نہ سمجھو کہ چونکہ غیر احمدی مسلمانوں نے وفات و حیات مسیح کی بحث کا میدان چھوڑ دیا ہے اس لئے اب یہ بحث ختم ہو گئی ہے یہ بحث اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک مسیحیت اپنے موجودہ عقائد کے ساتھ زندہ ہے۔ پس چاہئے کہ قرآن سے حدیث سے تاریخ سے اور مسیحی صحیفوں سے اور قدیم کتب سے اور مدفون گنجینوں سے اور عقلی دلائل سے خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہوئے مسیح کو فوت شدہ ثابت کرنے کے پیچھے لگے رہو تا وقتیکہ مسیح جو حقیقتاً فوت ہو چکا ہے مسلمان اور عیسائی قوموں کی نظروں میں بھی فوت شدہ ثابت ہو جائے۔ اور اسلام اور بانی اسلام کے نام کا بول بالا ہو۔ اور یقین رکھو کہ بالآخر یہی ہو کر رہے گا۔ کیونکہ:

”قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا“

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخلوق خدا اور اپنی نوع سے والہانہ محبت اور ہمدردی اس قدر تھی کہ اس کا ایک نمونہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آپ نے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے بیعت کی دس شرائط بیان فرمائی ہیں اس کی نوویں شرط یہی ہے فرمایا:

”یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاتا رہے گا۔“

گویا کوئی احمدی صحیح معنوں میں احمدی کہلا ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی مخلوق کی سچی ہمدردی نہ ہو۔ ایک جگہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی احمدی یہ دیکھتا ہے کہ اس کا پڑوسی ہندو ہے اور اس کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور وہ اس آگ کو بجھانے کے لئے نہیں اُٹھتا تو وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ گویا آپ کی دلی تمنا تھی کہ ہر احمدی نوویں شرط کے مطابق عمل کرے ظاہر ہے کہ جس کثرت سے ایسے افراد پھیلتے چلے جائیں گے مخلوق خدا اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کرنے والوں کا اضافہ ہوتا جائے گا اور ایسا معاشرہ پیدا ہو گا اور ایسی حکومت کا قیام ہو گا جن کے دلوں سے ہمدردی بنی نوع پھوٹے گی۔ انبیاء علیہم السلام لوگوں کو انسانیت کا سبق دینے آتے ہیں خود ان کے دلوں میں بھی ہمدردی انسانیت کوٹ کوٹ کر بھر دی جاتی ہے اور وہ ان کو روحانی و جسمانی دکھوں میں مبتلا دیکھ کر بے چین و بے قرار ہو جاتے ہیں ایک طرف تو اس کے دور کرنے کے لئے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرتے ہیں تو دوسری طرف ان کی بھلائی و بہبودی کے لئے خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے ہیں۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

پس وہ شخص جو اپنے روحانی تعلق کی بناء پر تمام مخلوق کے ساتھ دلی ہمدردی اور شفقت کا سلوک کرے گا اور ہر جہت سے فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے گا اس کا اپنا نمونہ کیسا اعلیٰ ہو گا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا

دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بے زاری میرا اُصول۔'' (اربعین)

آپ کی زندگی کا ہر لمحہ مخلوق خدا کی ہمدردی میں گزرتا تھا۔ آپ شدید مخالفوں حتیٰ کہ دشمنوں کی تکلیف سے بھی پریشان ہو جاتے تھے۔ ایک دشمنِ اسلام کے مرنے پر فرمایا:

''ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر وہ رجوع کرتا اگر زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس کے زخم ایسے ہوتے کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاچکا ہوتا تب بھی وہ بچ جاتا اور زندہ رہتا۔''

(سراجِ منیر ص ۲۴)

قادیان کے غیر مسلموں کا ایک واقعہ بھی بڑا دلچسپ اور ایمان افروز ہے کہ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق دشمن اسلام کی موت ہوگئی تو ان کی قوم کی طرف سے مخالفت اور بھی تیز ہوگئی اور قادیان کے غیر مسلموں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک اخبار نکالنا شروع کر دیا یہ اخبار تین کٹر غیر مسلم مل کر نکالتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے خلاف گندے اعتراضوں اور گالیوں اور افتراؤں سے بھرا ہوا رہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر ایک رسالہ لکھا اور ان لوگوں کو شرافت اور انصاف کی تلقین۔ اور کِذب بیانیوں اور افتراء پردازیوں سے باز رہنے کی نصیحت فرمائی مگر ان کی ناپاک روش میں فرق نہ آیا انہی دنوں کے قریب قادیان میں طاعون کی وباء پھوٹی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پاکر پیشگوئی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے طاعون سے محفوظ رکھے گا اور اسی طرح میرے گھر کے اندر رہنے والے لوگ بھی طاعون سے محفوظ رہیں گے چنانچہ اسبارہ میں خدائی وحی کے الفاظ یہ تھے:

اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار۔ (کشتی نوح)

''یعنی میں جو زمین و آسمان کا خدا ہوں تیری اور تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے لوگوں کی طاعون سے حفاظت کروں گا۔''

مگر خدا برا کرے تعصب کا کہ وہ انسان کی آنکھوں میں عداوت کی پٹی باندھ کر اسے اندھا کر دیتا ہے۔ چنانچہ جب اخبار کے ایڈیٹر اور منیجر وغیرہ نے یہ پیشگوئی سنی تو غرور میں آکر اور جوش عداوت میں اندھے ہو کر اس اخبار کے منیجر نے کہا

''یہ بھی کوئی پیشگوئی ہے میں کہتا ہوں کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا۔''

اس کے چند دن بعد ہی قادیان میں طاعون نے زور پکڑا اور اس اخبار کے سارے رکن اس موذی مرض میں مبتلا ہو گئے اور جب ان میں سے جس نے یہ بڑا بول بولا تھا اور اس کا ساتھی مر گئے اور ایڈیٹر ابھی بیمار پڑا تھا تو اس نے گھبرا کر قادیان کے ایک قابل حکیم مولوی عبید اللہ بسمل مرحوم کو کہلا بھیجا کہ میں بیمار ہوں آپ مہربانی فرما کر میرا علاج کریں۔ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر پوچھا کہ ایڈیٹر طاعون سے بیمار ہے اور اس نے مجھ سے علاج کرنے کے لئے درخواست کی ہے۔ حضور کا اس بارے کیا ارشاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:

''آپ علاج ضرور کریں کیونکہ انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے مگر میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ یہ شخص بچے گا نہیں۔''

چنانچہ بسمل صاحب کے ہمدردانہ علاج کے باوجود اس اخبار کا ایڈیٹر اسی شام کو یا اگلے دن مر کر اپنے بدنصیب ساتھیوں سے جاملا۔

(الحکم ۱۰/اپریل ۱۹۰۷ء)

اس عجیب وغریب واقعہ میں دو عظیم الشان سبق ہیں ایک سبق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیر معمولی انسانی ہمدردی کا ہے کہ اپنے اشد ترین مخالف اور بدترین دشمن کے علاج کے لئے اپنے ایک مرید کو ہدایت فرمائی اور دوسرا سبق خدائی غیرت کا ہے کہ ادھر ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پر ہنسی اڑائی بلکہ ان میں سے ایک نے آپ کے مقابل پر ازراہ افترا ایک جھوٹی پیشگوئی کا بھی اعلان کیا۔ اور ادھر خدا نے فوراً ان سب کو طاعون میں مبتلا کر کے ایک دو دن میں ان کا خاتمہ کر دیا۔ اور خدا کا یہ شاندار وعدہ بڑے آب وتاب کے ساتھ پورا ہوا کہ

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔

(سورۃ مجادلہ آیت ۲۲)

ایک اور واقعہ آپ کی انسانی ہمدردی کا پیش کرتا ہوں:

قادیان کے ایک صاحب بہت کٹر قسم کے انسان تھے اور حضور کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ جب حضور نے منار کی بنیاد رکھی تو قادیان کے انہیں مخالف بھائیوں نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور سے شکایت کی کہ مینار کی تعمیر روک دی جائے۔ کیونکہ اس سے ہماری بے پردگی ہوگی۔ ڈپٹی صاحب نے یہ درخواست مجسٹریٹ علاقہ کے پاس رپورٹ کے لئے بھجوادی۔ یہ ڈپٹی صاحب قادیان آئے اور حضور سے مینار کے متعلق دریافت کیا حضور نے فرمایا مرا مقصد سیر وتفریح وتماشہ نہیں بلکہ دینی اغراض کے لئے بنایا ہے اور بھی گفتگو ہوئی آخر پر آپ نے ڈپٹی صاحب سے فرمایا کہ یہ لالہ بڈھا مل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ میرے لئے ان کو فائدہ پہنچانے کا کوئی موقعہ پیدا ہوا ہو اور میں نے ان کی مدد میں دریغ کیا ہو۔ اور پھر ان سے یہ بھی پوچھیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے نقصان پہنچانے کا انہیں کوئی موقعہ ملا ہو اور یہ نقصان پہنچانے سے رُکے ہوں۔ حافظ روشن علی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ اس وقت لالہ بڈھا مل پاس بیٹھے تھے مگر شرم اور ندامت کی وجہ سے انہیں جرأت نہ ہوئی۔ حضور کی بات کا جواب دینا تو درکنار حضور کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکیں۔ انسانی ہمدردی کی یہ شاندار مثال ہے۔

حضور کے چچازاد بھائیوں نے ایک بار حضور کی ایذارسانی کے لئے مسجد مبارک کے رستہ میں دیوار کھینچ دی اور نمازیوں اور ملاقاتیوں کا راستہ بند ہو گیا۔ اور سخت مصیبت کا سامنا ہوا۔ لاچار اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے قانونی چارہ جوئی کرنی پڑی۔ لمبے عرصہ تک مقدمہ چلتا رہا بالآخر حضور کے حق میں اس مقدمے کا فیصلہ ہوا اور دیوار گرا دی گئی۔ اور وکیل نے اجازت کے بغیر ہی مخالفین پر خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے قرقی کا حکم جاری کرالیا۔ آپ کے بھائیوں نے لجاجت سے بھرا ہوا ایک خط آپ کی خدمت میں تحریر کرتے ہوئے لکھا کہ بھائی ہو کر ہمیں کیوں ذلیل کرتے ہو۔ جب حضور کو ان حالات کا علم ہوا تو آپ وکیل پر سخت خفا ہوئے کہ میری اجازت کے بغیر خرچہ کی ڈگری کیوں کرائی گئی ہے، اسے فوراً واپس لو۔ اور اپنے بھائیوں کو خط لکھا کہ آپ بالکل مطمئن رہیں قرقی نہیں ہوگی یہ ساری کاروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے۔

سیٹھ غلام نبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضور کی ملاقات کے لئے قادیان آیا سردی کا موسم تھا۔ کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ جب رات کو کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گزر گئی ۱۲ بجے کے قریب کسی نے میرے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کھولا تو دیکھا حضور کھڑے ہیں ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس اور دوسرے میں لالٹین ہے میں حضور کو دیکھ کر گھبرا گیا آپ نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دودھ آ گیا تھا میں نے کہا آپ کو دے آؤں۔ آپ پی لیں شائد آپ کو دودھ کی عادت ہوگی۔ اس لئے یہ دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھ صاحب کہتے ہیں میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہ یہ خدا کا برگزیدہ نبی اپنے ادنیٰ خادموں تک سے کیسی دلداری کرتا ہے اور ان کی راحت کے لئے کس قدر تکلیف اٹھاتا ہے۔

اللہ اللہ کیا شان ہے پیارے مسیح کی۔ اللہ آپ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے ایک اور واقعہ پیش کرتا ہوں ایک بار سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام چہل قدمی سے واپس آکر مکان میں داخل ہوئے تھے کہ کسی سائل نے دور سے سوال کیا مگر اس وقت ملنے والوں کی آوازوں میں سائل کی آواز گم ہوگئی۔ حضور اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور کے کانوں میں اس کی دکھ بھری آواز گونجی تو آپ نے باہر آکر پوچھا ایک سائل تھا کہاں گیا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو یہاں سے چلا گیا ہے۔ آپ پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے۔

مگر دل بے چین تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر سائل کی پھر آواز آئی۔ آپ لپک کر باہر آ گئے اور اس کے ہاتھ میں کچھ رقم رکھ دی۔ اور ساتھ ہی فرمایا میری طبیعت اس سائل کی وجہ سے بے چین تھی اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ خدا اُسے واپس لائے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل)

قادیان کے غیر مسلم افراد کی عیادت وخبر گیری کے لئے بھی اکثر اوقات خود یا ان کے بلانے پر تشریف لے جاتے چنانچہ لالہ شرمپت رائے کے شکم پر جب پھوڑا نکلا تو حضور کو جب اطلاع ہوئی آپ اپنے دوستوں کے ساتھ تشریف لے گئے۔ عیادت کی۔ مشورہ دیا اور علاج کے لئے ڈاکٹر بھیجا۔

لالہ ملاوامل ایک بار رینگن کے درد میں مبتلا ہو گئے حضور ایک خادم کے ذریعہ صبح وشام ان کی خبر

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

منگواتے۔ اور دن میں ایک بار خود جا کر عیادت کرتے اور علاج بھی کرتے۔

باوجود اس کے کہ حضور اپنے شہر کے رئیس تھے خاندانی وجاہت کے لحاظ سے بھی لوگوں کے گھروں میں آنا جانا اس طرح درست نہ تھا مگر انسانی ہمدردی میں یہ بات آپ کے تصور میں بھی نہ آئی اور ہمدردی بنی نوع انسان میں اپنے پرائے کی تمیز نہ کرتے۔

مریضوں کی عیادت وانسانی ہمدردی سے تعلق رکھنے والے بے شمار واقعات ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی ساری زندگی ہی ان کاموں میں گزرتی تھی۔ دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لئے آپ نے ایسے اصول تحریر فرمائے جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں:

آپ نے بعض اصول پیش فرمائے:

۱) ہر قوم ایک دوسرے کے نبیوں رشیوں اور اوتاروں کی عزت کرے۔

۲) ایسے اُمور سے اجتناب کیا جائے جس سے کسی قوم کے مذہبی جذبات کی دلشکنی ہوتی ہے۔

۳) ہندو اور مسلمان یہ خیال دل سے نکال دیں کہ وہ ایک دوسرے کو اس ملک سے جلاوطن کر دیں گے انہیں ایک دوسرے پر کامل اعتماد اور یقین کرتے ہوئے اسی ملک میں بھائیوں کی طرح امن واتحاد سے رہنا ہوگا۔

خدمت انسانیت کے تعلق میں آپ کی مبارک زندگی کے آخری دنوں کا یہ ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جسے انسانیت کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔ اس ضمن میں آپ نے نہ صرف ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی خدمت کی بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو یہ حسین تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

''یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور کروڑہا دلوں میں اس کی عزت وعظمت بٹھا دی۔ اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو ہمیں قرآن نے سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تاریخ کے نیچے آگئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔''

(تحفہ قیصریہ ص۷)

ایک اور واقعہ غیر مسلموں کے ساتھ ہمدردی کا بیان کرتا چلوں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بعض کٹر غیر مسلموں کی دشمنی سب کو معلوم ہے۔ اس قوم نے ہر میدان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شکست کھائی اور سینکڑوں نشان دیکھے مگر اپنی ازلی شقاوت کی وجہ سے حضرت اقدس کی مخالفت میں ہر آن ترقی کرتی گئی۔ اس قوم کا ایک فرد قادیان میں رہتا تھا وہ حضرت اقدس سے اکثر ملتے رہتے تھے اور آپ کی بہت سی پیشگوئیوں کے گواہ تھے۔ مگر جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو شہادت کے لئے بلایا انہوں نے پہلوتہی کی یعنی نہ تو اقرار کی جرأت کی اور نہ انکار کی ہمت پائی۔ مگر کٹر غیر مسلم ہونے کے باوجود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ان کا بہت خیال رکھتے تھے اور بڑی ہمدردی فرماتے تھے۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مرحوم روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ یہ صاحب بہت بیمار ہو گئے اور ان کے پیٹ پر ایک بہت خطرناک پھوڑا نکل آیا۔ اور وہ سخت گھبرا گئے۔ اور اپنی زندگی سے مایوس ہونے لگے۔ جب حضرت اقدس کو ان کی بیماری کا علم ہوا تو حضور خود ان کی عیادت کے لئے ان کے تنگ وتاریک مکان میں تشریف لے گئے اور انہیں تسلی دی۔ اور ان کے علاج کے لئے ڈاکٹر مقرر کر دیا وہ باقاعدگی کے ساتھ ان کا علاج کریں۔ ان ڈاکٹر کا نام ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب تھا۔ اور قادیان میں اس وقت یہی اکیلے ڈاکٹر تھے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام روز ان صاحب کی عیادت کے لئے ان کے مکان پر تشریف لے جاتے رہے۔ ان ایام میں ان صاحب کی گھبراہٹ کی یہ حالت تھی کہ اسلام کا دشمن ہونے کے باوجود جب بھی حضور ان کے پاس جاتے تھے وہ حضور سے عرض کیا کرتے کہ حضرت جی میرے لئے دعا کریں''

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ ان کو تسلی دیتے تھے اور دعا بھی کرتے تھے حضرت اقدس کی یہ عیادت اس وقت تک جاری رہی کہ وہ غیر مسلم بالکل صحت یاب ہو گئے۔ (شمائل حضرت مسیح موعودؑ)

دوست غور کر لیں کہ اس سے بڑھ کر ایک دشمن قوم کے فرد کے ساتھ رواداری اور ہمدردی اور دلداری کا سلوک کیا ہو سکتا ہے؟

قادیان میں ایک لڑکا حیدر آباد سے تعلیم کے لئے آیا تھا اس کا نام عبد الکریم تھا۔ اور وہ ایک نیک اور شریف لڑکا تھا اتفاق سے اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں دیوانے کتے نے کاٹ لیا۔

چونکہ انبیاء کرام کی سنت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق تھا کہ دعا کے ساتھ ساتھ ظاہری تدبیر بھی اختیار فرماتے تھے اور بعض نام نہاد صوفیوں کی طرح جھوٹے توکل کے قائل نہیں تھے۔ آپ نے اس لڑکے کو کسولی پہاڑ پر علاج کے لئے بھجوایا۔ اور وہ اپنے علاج کا کورس پورا کر کے قادیان واپس آگیا اور بظاہر اچھا ہو گیا مگر کچھ عرصہ بعد اس میں اچانک ایک مخصوص بیماری یعنی ہائیڈروفوبیا Hydrophobia کے آثار پیدا ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے دعا فرمائی اور ساتھ ہی مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کو حکم دیا کہ کسولی کے ڈاکٹر کو تار دیکر عبد الکریم کی حالت بتائی جائے۔ اور علاج کے متعلق پوچھا جائے۔ کسولی سے تار کا جواب بذریعہ تار آیا:

Sorry nothing can be done for Abdul Karim.

یعنی افسوس کہ بیماری کے حملہ کے بعد عبد الکریم کا کوئی علاج نہیں۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''ان کے پاس علاج نہیں مگر خدا کے پاس تو علاج ہے''

چنانچہ حضور نے بڑے درد کے ساتھ اس بچے کی شفایابی کے لئے دعا کی اور ظاہری علاج کے طور پر خدائی القاء کے ماتحت کچھ دوا بھی دی۔ خدا کی قدرت سے یہ بچہ حضور کی دعا سے بالکل تندرست ہو گیا یا یوں کہو کہ مردہ زندہ ہو گیا۔ اور اس کے بعد وہ کافی لمبی عمر پا کر فوت ہوا۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ۴۸)

اس واقعہ کے تعلق میں ایک اور ضمنی واقعہ بھی دلچسپ اور قابل ذکر ہے۔ میجر سید حبیب اللہ مرحوم جب لاہور میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے اور اس کلاس میں ہائیڈروفوبیا کی بیماری کا ذکر آیا تو حبیب اللہ شاہ صاحب مرحوم نے اپنے ایک ہم جماعت طالب علم سے عبد الکریم کا واقعہ بیان کیا ان کے کلاس فیلو نے ضد میں آکر ان سے کہا ہائیڈروفوبیا کا علاج بھی ہو سکتا ہے۔ سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے دوسرے دن اپنے کلاس فیلو کا نام لئے بغیر مگر اس کے سامنے اپنے انگریز پروفیسر سے پوچھا کہ اگر کسی شخص کو دیوانے کتے نے کاٹا ہو اور اس کے نتیجہ میں اسے بیماری کا حملہ ہو جائے تو کیا اس کا بھی کوئی علاج ہے۔ پروفیسر صاحب نے چھٹتے ہی جواب دیا کہ

Nothing on earth can save him

کہ اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔

اس جگہ یاد رکھنا چاہئے کہ معجزہ کے یہ معنی نہیں کہ کسی زمانہ اور کسی قسم کے حالات میں بھی کوئی انسان اس جیسا کام نہ کر سکے یا اس جیسی چیز نہ لا سکے۔ بلکہ اگر ایک مخصوص زمانہ میں کوئی چیز ناممکن سمجھی جاتی ہے اور اس زمانہ کا کوئی انسان اس پر قادر نہیں اور وہ اس وقت تک کے حالات کے ماتحت بشری طاقت سے بالا خیال کی جاتی ہے تو اگر ایسی بات کوئی مامور من اللہ اپنی دعا اور روحانی توجہ کے ذریعہ کر گزرے تو وہ یقیناً معجزہ سمجھی جائے گی۔ خواہ بعد کے کسی زمانہ میں وہ چیز دنیا کے لئے ممکن ہی ہو جائے۔ مثلاً بیماریوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ اِلَّا الْمَوْتَ (مسند احمد بن حنبل)

''یعنی خواہ لوگوں کو معلوم ہو یا نہ ہو خدا نے بیماری کے لئے نیچر میں کوئی علاج مقرر کر رکھا ہے۔ ہاں جب کسی کی موت کا مقرر وقت آجائے تو وہ اٹل ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔''

پس اگر آئندہ چل کر مرض ہائیڈروفوبیا کا علاج دریافت ہو جائے تو پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس معجزہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے واقعی ایک معجزہ تھا۔ جس کا جواب لانے کے لئے اس وقت کی دنیا عاجز تھی۔ اس کے مقابل پر بعض معجزات ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہر زمانہ میں دنیا کو عاجز کر دینے کی صفت میں لاجواب رہتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید کے ظاہری امور معنوی کمالات کا معجزہ اقتداری پیشگوئیوں کا معجزہ بالمقابل دعا کی قبولیت کا معجزہ۔ ہر حال میں رسولوں کے غلبہ کا معجزہ وغیرہ وغیرہ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے یہ دونوں قسم کے معجزے عطا فرمائے۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنی نوع انسان کی ہمدردی کی خاطر ہر قوم سے صلح وآشتی کا ہاتھ بڑھایا۔ ہر مذہب وملت کے بانی کو انتہائی عزت و اکرام سے یاد کیا۔ بلکہ آپ نے عالمگیر امن اور صلح کی بنیاد رکھتے ہوئے قرآن مجید سے یہ زریں اصول استدلال کر کے پیش کیا کہ چونکہ ساری دنیا کا خدا ہے اس لئے اس نے کسی قوم سے بھی سوتیلے بیٹوں والا سلوک نہیں کیا۔ بلکہ ہر قوم کی طرف رسول بھیجے۔ اور ہر طبقہ کی ہدایت کا سامان مہیا کیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں واضح الفاظ میں آیا ہے:

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ

یعنی دنیا کی کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس کی طرف خدا نے کوئی نبی نہ بھیجا ہو۔ لیکن خدا کی وحدانیت کا تقاضا تھا کہ جب مختلف قوموں میں ترقی کا شعور پیدا ہو جائے اور ان کے دماغی قویٰ پختگی حاصل کرنے لگیں۔ اور ایک عالمگیر شریعت کو سمجھنے اور قبول کرنے کی صلاحیت کا زمانہ آجائے اور دنیا کی منتشر قوموں کو ایک دوسرے کی طرف حرکت پیدا ہو اور رسل ورسائل بھی وسیع ہونے شروع ہو جائیں تو پھر حضرت افضل الرسل حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک دائمی اور عالمگیر شریعت نازل کر کے اور بالآخر آپ کے نائب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس شریعت کی دنیا بھر میں اشاعت کرا کے ساری قوموں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کیا جائے تا جس طرح دنیا کا خدا ایک ہے اس کا رسول بھی ایک ہو۔ اس کی شریعت بھی ایک۔ اور ایسا ہو کہ مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کی قومی اور ملکی تہذیب وتمدن کے جزوی اختلاف کے باوجود ان کا مرکزی نقطہ ایک رہے۔ اور اخوت کی تاریں ساری دنیا کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھیں رکھیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک زبردست پیشگوئی کا اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

باقی صفحہ (16) پر ملاحظہ فرمائیں

منارة المسیح کی حقیقت

((مکرم سی شمس الدین صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان))

اللہ تعالیٰ کے فضل سے منارة المسیح کی بنیاد پر مورخہ 13 مارچ 2003 کو ایک صدی پوری ہورہی ہے۔

"منارة" کے معنی روشنی کی جگہ یعنی نور کا سرچشمہ ہے۔

زمانہ قدیم سے لوگ آسمان پر پہنچنے کے لئے بے تاب ہیں اس مقصد کے لئے پرانے شہر بابل میں ایک منارہ بنایا گیا اور لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ وہ مادی سیڑھیوں کے ذریعہ سے خداتعالیٰ تک پہنچ جائیں گے۔ گویا کہ طرح طرح کے منصوبے سوچ کر اپنی شہرت بڑھانے کے لئے یا کسی دنیاوی عشق و محبت میں مخمور ہو کر بڑے بڑے منارے اور یادگاری عمارتیں بنانا ایک شیوہ رہا۔ ان قدیم مناروں میں سے کئی منارے پیوند خاک ہوچکے ہیں اور انکے آثاروں سے ماہرین اخلاق دنیا کو درس عبرت دے رہے ہیں اور ماہرین آثار قدیمہ ان سے عہد گزشتہ کی تاریخ معلوم کرتے ہیں۔

قادیان میں بھی ایک منارہ ہے اس کا نام منارة المسیح ہے قادیان کا یہ منارہ ان پرانے مناروں کی طرح نہیں ہے جو خداتعالیٰ کی ذات کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے کئے گئے تھے بلکہ یہ ایک نشان ہے خدائے قدوس کے آگے بندے کی مکمل اطاعت کا اور اس کی پوری پوری متابعت کا۔

انسان اگرچہ محدود ہے لیکن لامحدود کیلئے تڑپتا ہے قدرتی طور سے ہی وہ عالی مرتبہ ہستی کی عبادت کرنے کے لئے مجبور ہے کیونکہ اس عالی مرتبہ ہستی کا مقام بھی اونچا ہے اس لئے لوگوں نے خیال کیا کہ اس کی عبادت بھی کسی اونچی جگہ سے کرنی چاہئے اس لئے ہندوستان کے درویش تو ہمالیہ کی بلند چوٹیوں پر جاکر رہنے لگے اور یورپ کے سادھو برفانی پہاڑیوں پر چڑھ گئے۔ ایرانیوں نے اپنے مناروں پر چھوٹے چھوٹے تھڑے بنا چھوڑے تھے جن پر بیٹھ کر وہ عبادت کرتے تھے۔ مصر کے منارے یورپ کے گرجے اور مشرق کے پگوڈے اسی مقصد کے لئے بنائے جاتے تھے مسلمان بھی دورِ ماضی میں مناروں کی تعمیر کرتے رہے ہیں۔ ابن ولید نے دمشق کی مسجد کے لئے ایک منارہ بنوایا اور ابن طالون نے قاہرہ کی مسجد کے لئے گرینڈا میں الحمبرا کا منارہ اور سیوائل میں گرالڈہ کا منار ابتدائی مسلمانوں کے فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہیں۔

قطب منار دہلی عہد گزشتہ کی یاد ہے۔ دہلی کا منار انسان کے حسرتناک انجام پر نوحہ خواں ہے اور زبردست حکومتوں کے زوال پر آہ وزاری کررہا ہے لیکن قادیان کا منارہ لوگوں کیلئے ایک امید کا پیغام دے رہا ہے کہ ان کے لئے ایک بہتر زندگی مقدر کی گئی ہے اور وہ وقت جلد آنے والا ہے جب راستی اور حق کی حکومت قائم ہوجائے گی قطب منار شہاب الدین غوری کے اسلحہ جات کی طاقت پر دلالت کررہا ہے اور قادیان کے منارہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی طاقت مترشح ہورہی ہے یہ منارہ ایک نئے دور کا نشان ہے۔ جہاں سے امن اور شانتی کا آغاز ہو ہے۔ اور جہاں سے انسان کی روحانی اور مذہبی ترقی کی راہ شروع ہوتی ہے۔

پیسا کے علم و فضل کے منار سے گلیلیو نے گرتے ہوئے اجسام کی رفتار معلوم کی۔ لیکن قادیان کے منارے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انسان کی بڑھتی ہوئی روحانی ترقی کے مدارج ماپے۔

مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بعض اسلامی پیشگوئیوں میں یہ ذکر آتا ہے کہ اس کا نزول دمشق کے شرقی جانب میں ایک سفید منارہ کے پاس ہوگا چنانچہ مسلم کی حدیث ہے:-

اذ بعث الله المسیح ابن مریم فینزل عند المنارة البیضاء (رواہ مسلم)

یعنی مسیح ابن مریم کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا اور وہ دمشق کے مشرقی جانب سفید منارہ کے پاس نازل ہوگا۔

اس پیشگوئی کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ مسیح موعود کا نزول منارہ کی حیثیت رکھے گا۔ اور اس کی روشنی دور دور تک نظر آئے گی۔ لیکن حضور کا یہ طریق تھا کہ جہاں تک ممکن اور جائز ہو آپ پیشگوئی کو ظاہر میں بھی پورا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ اسی لئے آپ نے 1900ء میں یہ تجویز رکھی تھی کہ قادیان کی مسجد اقصیٰ میں ایک سفید منارہ تعمیر کیا جاوے چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

اب اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی مشرقی طرف جیسا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے اور وہ منارہ تین کاموں کے لئے مخصوص ہو::

اول:: یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنجوقت بانگ نماز دیا کرے اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو اور تا مختصر لفظوں میں پنجوقت ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہئے صرف وہی خدا ہے جس کی طرف اس کا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رہنمائی کرتا ہے اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اور کوئی خدا نہیں۔

دوسرا:: مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کردیا جائے گا جس کی قریباً ایک سو روپیہ یا کچھ زیادہ قیمت ہوگی یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دور دور جائے گی۔

تیسرا:: مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چارسو یا پانسو روپیہ کی قیمت کا ہوگا نصب کردیا جائے گا تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔ یہ تینوں کام جو اسی منارہ کے ذریعہ سے جاری ہونگے ان کے اندر تین حقیقتیں مخفی ہیں۔

اول یہ کہ بانگ جو پانچ وقت اونچی آواز سے لوگوں کو پہنچائی جائیگی اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ اب واقعی طور پر وقت آگیا ہے کہ لا الہ الا اللہ کی آواز ہر ایک کان تک پہونچے یعنی اب وقت خود بولتا ہے کہ اس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں کیوں باطل ہیں؟ اس لئے کہ ان کے ماننے والے کوئی برکت ان سے پا نہیں سکتے کوئی نشان دکھلا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لالٹین جو اسی منارہ کی دیوار میں نصب کی جائیگی اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا اب سے زمینی جہاد بند ہوگیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحرب جس کے یہ معنی ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہوجائے گا سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 283)

13 مارچ 1903ء بعد نماز جمعہ حضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود کے حضور مکرم حکیم فضل الٰہی صاحب آف لاہور، مرزا خدا بخش، شیخ مولا بخش صاحب، قاضی ضیاء الدین صاحب وغیرہ احباب نے عرض کی کہ حضور منارة المسیح کی بنیادی اینٹ حضور کے دست مبارک سے رکھی جاوے تو بہت ہی مناسب ہے۔ چنانچہ آپ نے دعا پڑھ کر بنیادی اینٹ رکھوائی مگر مالی گنجائش نہ ہونے کے باعث اس کی تکمیل نہ ہوسکی۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 27 نومبر 1914ء کو اپنے دست مبارک سے اینٹ رکھ کر دوبارہ کام شروع کروایا جو ابتداء 1914 میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ 1931ء میں ٹاور کلاک نصب کیا گیا 1935ء میں چہار جہت میں چھوٹی اور بڑی طاقت کے بجلی کے دو قمقمے لگائے گئے۔ 1938-39 میں بتقریب خلافت جوبلی سنگ مرمر کا پلستر کروایا گیا۔ 1980-81 میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر پہلا پلستر اکھڑوا کر سنگ مرمر کے سلیب لگوائے گئے۔

مسیح کے زمانہ کے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی۔ چنانچہ منارہ کے لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اس سے مراد یہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا کہ اس وقت وسائل رحل و رسائل اور میل جول کی کثرت یعنی انتظام ریل و جہاز و ڈاک وتار و مطبع وغیرہ کی وجہ سے تبلیغ و اشاعت کا کام ایسا آسان ہوگا کہ گویا یہ شخص ایک منارہ پر کھڑا ہوگا اور یہ کہ اس کی آواز دور دور تک پہنچے گی اور اس کی روشنی جلد جلد دنیا میں پھیل جائے گی جیسا کہ منارہ کی خاصیت ہے۔ گویا کہ مراد یہ نہیں ہے کہ مسیح موعود کا نزول منارہ کے اوپر سے ہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ مسیح موعود اس حالت میں مبعوث ہوگا کہ سفید منارہ اس کے پاس ہوگا۔ یعنی اشاعت دین کے بہترین ذرائع اسے میسر ہوں گے اور ان معنوں میں مشرق کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ مسیح موعود کا سورج اپنے افق مشرق سے بہترین حالات کے ماتحت طلوع کرے گا اور اس کی کرنیں جلد جلد اکناف عالم میں پھیل جائیں گی نیز منارے کے لفظ سے یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ جس طرح ایک چیز جو بلندی پر ہو وہ سب کو نظر آجاتی ہے اور دور دور کے رہنے والے بھی اسے دیکھ لیتے ہیں اسی طرح مسیح موعود کا قدم بھی ایک منارہ پر ہوگا۔ اور وہ ایسے روشن اور بین دلائل کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ (تبلیغ ہدایت صفحہ 122)

منارة المسیح شرقی دمشق میں ہی واقع ہے::

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں بعض احادیث میں یہ پایا جاتا ہے کہ دمشق کے مشرقی طرف کوئی منارہ ہے جس کے قریب مسیح کا نزول ہوگا سو یہ حدیث ہمارے مطلب سے کچھ منافی نہیں ہے کیونکہ ہم کئی دفعہ بیان کرچکے ہیں کہ ہمارا یہ گاؤں جس کا نام قادیان ہے اور ہماری یہ مسجد جس کے قریب منارہ طیار ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہی واقع ہے حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ منارہ دمشق سے ملحق اور اس کی ایک جزو ہوگا بلکہ اس کے مشرقی طرف واقع ہوگا۔ پھر دوسری حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ مسجد اقصیٰ کے قریب مسیح کا نزول ہوگا اس سے ثابت

ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے اور دمشق کا ذکر اس غرض کے لئے ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ اور مسجد اقصیٰ سے مراد اس جگہ یروشلم کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے جو باعتبار بعد زمانہ کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے۔

(حاشیہ مجموعہ اشتہارات صفحہ 286)

اس منارہ کے بارہ میں یہاں یہ نہیں فرمایا کہ مسیح دمشق میں نازل ہوگا بلکہ یہ فرمایا مشرقی جانب منارہ کے پاس اترے گا۔ یہاں دمشق کو ہی کیوں کہا گیا اور بھی تو مشہور علاقے اور شہر تھے؟ جواب یہ ہے کہ اس کے اصل معنی ایک دمشق ہی نہیں بلکہ جہاں کہیں دمشق کی خصلت پائی جائے وہاں روشن نشانات کے ساتھ مسیح کا آنا لازم وملزوم ہے اب دیکھتے ہیں دمشق میں کون سی خصلتیں تھیں جو ایک مسیح کا تقاضا کرتی تھیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود کے بیان کے مطابق پہلی وجہ یہ تھی کہ انسان کو خدا بنانے کا بنیادی پتھر اول دمشق میں ہی رکھا گیا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

ہر ایک طالب حق کو چاہئے کہ دمشق کے لفظ پر خوب غور کرے کہ اس میں حکمت کیا ہے کہ یہ لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کے شرقی طرف نازل ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی قرار داد باتیں صرف امور اتفاقیہ نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے نیچے اسرار اور رموز ہوتے ہیں وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی تمام باتیں رموز اور اسرار سے پُر ہیں...... یاد رہے کہ یہ کہانی نہیں ہے اور خدا تعالیٰ لغو کاموں سے پاک ہے بلکہ اس حدیث کے ان الفاظ میں جو اول دمشق کا ذکر فرمایا اور پھر اس کے شرقی طرف ایک منارہ قرار دیا ایک عظیم الشان راز ہے اور وہ وہی ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ یعنی یہ کہ تثلیث اور تین خداؤں کی بنیاد دمشق سے ہی پڑی تھی۔ کیا ہی منحوس وہ دن تھا جب پولوس یہودی ایک خواب کا منصوبہ بنا کر دمشق میں داخل ہوا اور بعض سادہ لوح عیسائیوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ خداوند مسیح مجھے دکھائی دیا اور اس تعلیم کے شائع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ گویا وہ بھی ایک خدا ہے بس وہی خواب تثلیث کے مذہب کی تخم ریزی تھی۔ غرض یہ شرک عظیم کا کھیت اول دمشق میں ہی بڑھا اور پھولا اور پھر یہ زہر اور جگہوں میں پھیلتا گیا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 292-289)

دمشق پر دوسری نحوست::

دمشق پر ہی وہ منحوس دن بھی آیا کہ وہاں یزیدی الطبع لوگوں کی پرورش ہوئی اور ایسے بہیمانہ احکام جاری ہوئے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کے لخت جگر حضرت امام حسینؓ کو بھی نہیں بخشا گیا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزید الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدائے تعالیٰ کا موجود ہونا ان کی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو انہیں سمجھ نہیں آتا اور چونکہ طبیب کو بیماروں ہی کی طرف آنا چاہئے اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے۔"

نیز فرمایا:-

یہ نکتہ ایک نہایت لطیف نکتہ ہے جس پر غور کرنے سے صاف طور پر کھل جاتا ہے کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ چونکہ امام حسین کا مظلومانہ واقعہ خدائے تعالیٰ کی نظر میں بہت عظمت اور وقعت رکھتا ہے اور یہ واقعہ حضرت مسیح کے واقعہ سے ایسا ہمرنگ ہے کہ عیسائیوں کو بھی اس میں کلام نہیں ہوگی اس لئے خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ آنے والے زمانہ کو بھی اس کی عظمت سے اور مسیحی مشابہت سے متنبہ کرے اس وجہ سے دمشق کا لفظ بطور استعارہ لیا گیا تا پڑھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے وہ زمانہ آجائے جس میں لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح کی طرح کمال درجہ کے ظلم اور جور و جفا کی راہ سے دمشقی اشقیاء کے محاصرہ میں آکر قتل کئے گئے۔ سو خدائے تعالیٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے پُر ظلم احکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ درون لوگ پیدا ہوگئے تھے اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدائے تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 36 حاشیہ)

گویا کہ حضرت مسیح موعود کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا بیان سے دو باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں اول یہ کہ امام مظلوم کا واقعہ دلوں میں بیٹھ جائے اور دوسری یہ کہ جس طرح دمشق میں رہنے والے دراصل یہودی نہیں تھے لیکن یہود کے کام انہوں نے کئے اسی طرح مسیح جو اترنے والا ہے دراصل عیسیٰ نہیں بلکہ روحانی حالت میں مثیل عیسیٰ ہوگا

مثیل المسیح الموعود کو دمشق کی ظاہری زیارت کا موقع ملا::

حدیث میں دمشق کے شرقی جانب منارۃ البیضاء کے پاس نازل ہونے کا ذکر ہے جبکہ اس سے پہلے بعث کا بھی لفظ آیا ہے۔ چنانچہ مسلم کی روایت یہ ہے کہ اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء۔ گویا کہ آپ بھی ویسے ہی مبعوث ہونگے جیسے اور انبیاء مبعوث ہوتے ہیں۔ پھر وہ دمشق میں بطور مسافر اترے گا چنانچہ حضرت المسیح الموعود اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں فرماتے ہیں:-

وقد اشير فی بعض الاحاديث ان المسيح الموعود والدجال المعهود يظهران ...... فی بعض البلاد المشرقية ثم يسافر المسيح الموعود او خليفته من خلفاء ه الى ارض دمشق فهذا معنى القول الذی جاء فی حديث مسلم ان عيسىٰ ينزل عند منارة دمشق فان النزيل هو المسافر الوارد من ملک آخر وفی الحديث يعنى لفظ المشرق اشارة الى انه ليسير الى مدينة دمشق من بعض البلاد الشرقية وهو ملک الهند وقد القى فی قلبی ان قول عيسىٰ عند المنارة دمشق اشارة الى زمان ظهوره فان اعداد حروفه على السنة الهجرية التی بعثنی الله فيه واختيار ذکر لفظ المنارة اشارة الى ان ارض دمشق تنيرو تشرق بدعوات المسيح الموعود بعد ما اظلمت بانواع البدعات۔

(حمامۃ البشریٰ مطبوعہ 1311ھ صفحہ 37)

ترجمہ:: بعض احادیث میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود اور دجال معہود بلاد شرقیہ میں ظاہر ہونگے۔ (چنانچہ المسیح الموعود ہند میں آگیا) پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی زمین کی طرف سفر کرے گا پس یہ معنی ہیں اس حدیث کے جو مسلم میں آتی ہے کہ عیسیٰ دمشق میں منارہ کے پاس نازل ہوگا کیونکہ نزیل مسافر کو کہتے ہیں جو دوسرے ملک سے آئے اور لفظ مشرق ظاہر کرتا ہے کہ وہ دمشق میں اس کے ظہور کا وقت بتایا گیا ہے کیونکہ اس کے حروف کے اعداد اس سن ہجریہ کو بتاتے ہیں جس میں میں مبعوث ہوا۔ اور لفظ منارہ میں یہ اشارہ ہے کہ دمشق کی زمین مسیح موعود کے ذریعے قسم قسم کی بدعتوں کی تاریکیوں سے نکل کر روشن ہو جائیگی۔

چنانچہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ کو فی الحقیقت دمشق جانے کا موقع ملا اور سفید منارہ کو بظاہر مشاہدہ کرنے کی توفیق ملی تا وہ لوگ جو صرف ظاہر کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ بھی اس عظیم الشان پیشگوئی کو پوری ہوتے ہوئے دیکھیں۔ چنانچہ آپ 5 جولائی 1924ء کو سفر یورپ کے لئے بمبئی سے روانہ ہوئے۔ 29 جولائی کو پورٹ سعید پہنچے۔ 31 جولائی کو بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور 4 اگست کو دمشق تشریف لے گئے۔ اور حضرت مخبر صادق علیہ السلام کی وہ پیشگوئی جو حمامۃ البشریٰ میں کی گئی تھی نہایت صفائی سے پوری ہوگئی۔ اور ارض دمشق المسیح الموعود کے مثیل سے منور اور روشن ہوگئی۔ چنانچہ اس دن کے بارے میں ریویو آف ریلیجنز اکتوبر 1924 میں یوں رپورٹ درج ہے:-

منارۃ البیضاء کے پاس نزول::

منارہ بیضاء صرف وہی منارہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے مصلحت تامہ کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح (المصلح الموعود) والمھدی کو ان دنوں ٹھیرایا ہے اور یقیناً یہی بات ہے کہ اس ہوٹل سنٹرال میں اللہ تعالیٰ نے ہی قیام کے لئے سامان کر دیے جس کے بالکل ملحق (درمیان میں صرف ایک بازار ہے) جانب غرب ایک مسجد کا منارہ ہے اور وہ بیضاء ہے۔ حضور کا منشاء تھا اور اس منشاء کو پورا کرنے کی غرض سے شہر کے قریبا تمام ہی حصص کو ٹٹولا گیا اور کوشش کی گئی کہ کسی طرح سے حضور کا منشاء پورا ہو۔ اور وہ منشاء یہ تھا کہ کسی معزز اور آباد حصہ شہر میں شریفانہ مقام پر جائے قیام مل جائے۔ خدیویہ ہوٹل میں سب سے پہلے حضور کو لایا گیا۔ مگر وہاں جگہ نہ تھی اور ہزار کوشش کی گئی مگر جگہ نہ ملی۔ رات حضور نے وکٹوریہ ہوٹل میں گزاری اور وہ بھی عارضی طور پر۔ صبح کو ہوٹل یا مکان کی تلاش میں نکلے بہت کوشش کی مگر کوئی جگہ نہ ملی۔ سنٹرال ہوٹل میں بھی گئے مگر صرف ایک کمرہ تھا جس میں تین چار پائیاں تھیں اور وہ حضور کے مناسب حال نہ تھا کیونکہ علیحدگی نہ تھی۔ آخر جب کوئی صورت نہ بنی تو اس خیال سے کہ صرف ایک دن گزارنے کے لئے اس میں ٹھہر جائیں۔ حضور ٹھہر گئے۔ خیال یہ تھا کہ خدیویہ ہوٹل جو نسبتاً زیادہ صاف ہے اس میں جگہ مل جائے گی جیسا کہ اس کے مینجر نے وعدہ کیا تھا مگر کوئی جگہ خالی نہ تھی اور معلوم ہوا کہ تمام ہوٹل بھرپور ہے اور مسافر زیادہ آرہے ہیں۔ آخر مجبوراً اس سنٹرال ہوٹل میں ہی رہنا پڑا...... ٤ اگست کی صبح کو نماز صبح اسی ہوٹل میں خدام ہمرکاب کے ساتھ پڑھی سلام پھیرا تو منارہ مسجد کی طرف نظر پڑی جو بیضاء تھا اور حضور اس کے مشرقی جانب سنٹرال ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے معاً اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا کہ یہی وہ منارۃ البیضاء ہے جس کے متعلق وارد ہے کہ مسیح عند المنارۃ البیضاء نازل ہوگا۔ سو حضرت مسیح موعود کے خلیفہ حضور کے لخت جگر اور حسن واحسان میں حضرت مسیح موعود کے نظیر کا اس مقام پر نازل ہونا خود حضرت مسیح موعود کا ہی نزول تھا اور یہی اس حدیث کے معنی ہیں جو واقعات کے مطابق ثابت ہوئے۔ اور حدیث نبوی بھی ظاہری شکل میں پوری ہوگئی۔

قارئین کرام یہی ہمارے منارہ کا مختصر تعارف ہے صبح سویرے جب مؤذن کی فلک شگاف آواز سے قادیان کی فضاء میں ایک ارتعاش پیدا ہوتا ہے تو اس وقت مؤمنین کے دلوں میں روحانیت کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔ اللہ اکبر کی پُر سرور تانیں فضاء میں گونجتی ہیں اور لوگوں کے قلوب بھی اس سے ہم آہنگ ہو کر خدا کی وحدت کے گیت گاتے ہیں اور فضاء کے ذرات بھی اس ساز کی آواز پر رقصاں ہو جاتی ہیں۔ تمام فضا روحانیت سے معمور ہا جاتی ہے۔ اور دنیا پر ایک سکوت چھا جاتا ہے اور عناصر گیان دھیان میں مصروف ہو جاتے ہیں یہی وہ سماں ہے جب دونوں عالم ہم کنار

باقی صفحہ (19) پر ملاحظہ فرمائیں

تہجد غیر ضروری چیز نہیں بہت ہی ضروری نماز ہے

نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر میں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی .... (چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نماز تہجد کا ایمان افروز تذکرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:: "مَیں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے...... مَیں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں"۔ (انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۵)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو حصول تعلیم کے لئے مصر روانہ فرمایا تو اپنی قلم سے انہیں یوں نصیحت فرمائی: "تہجد غیر ضروری چیز نہیں، نہایت ضروری نماز ہے۔ جب میری صحت اچھی تھی اور جس عمر کے تم اب ہو، اس سے کئی سال پہلے سے خداتعالیٰ کے فضل سے گھنٹوں تہجد ادا کرتا تھا۔ تین تین چار چار گھنٹہ تک اور رسول کریم ﷺ کی اس سنّت کو اکثر مدّنظر رکھتا تھا کہ آپؐ کے پاؤں کھڑے کھڑے سوج جاتے تھے"۔

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا، مانگوں گا۔ مگر جب مسجد مبارک میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے الحاح کی وجہ سے مَیں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہوگیا اور مَیں بھی دعا میں محو ہوگیا کہ یاالٰہی! یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے، وہ اس کو دے دے۔ اور مَیں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ مَیں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا: میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟ تو آپؓ نے فرمایا: مَیں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے دین کو زندہ کرکے دکھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے بیان کیا کہ ایک رات قادیان میں گرمیوں کے موسم میں میری آنکھ دل ہلا دینے والی کرب میں ڈوبی ہوئی آواز سے کھل گئی اور مجھے خوف محسوس ہوا۔ جب مَیں نیند سے بیدار ہوا تو احساس ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ تہجد کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپؓ بار بار اِھْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کو اتنے گداز سے پڑھ رہے تھے کہ یوں معلوم دیتا تھا کہ ہانڈی ابل رہی ہو اور مجھے یوں لگا کہ آپ نے اس دعا کو اتنی مرتبہ پڑھا جیسے کبھی ختم نہ ہوگی۔

ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ سے کہا کہ یورپ میں فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ آپؓ نے جواباً فرمایا کہ اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرنے میں سخت حجاب ہوتا ہے لیکن آپکی تربیت کیلئے بتاتا ہوں کہ خدا کے فضل سے نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر مَیں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے۔

حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ سے آپکی صاحبزادی نے پوچھا کہ آپؓ نے کس عمر میں نماز باجماعت پڑھنی شروع کی تو آپؓ نے فرمایا کہ نماز کا تو مجھے یاد نہیں البتہ تہجد کی نماز مَیں نے پندرہ سال کی عمر سے پڑھنی شروع کردی تھی۔

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے تہجد کی نماز چھوٹی عمر سے پڑھنی شروع کردی تھی اور اللہ کے فضل سے کبھی ناغہ نہیں کیا۔

حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ شب بیدار تھے۔ اگر کبھی تہجد کے وقت اٹھنے میں دیر ہوجاتی تو ایک فرشتہ آپؓ کو اٹھادیا کرتا تھا۔

حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ اور حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ ابتدائی صحابہ میں سے تھے۔ دونوں قادیان جایا کرتے اور حضورؑ کے پاس ایک تخت پوش پر سو رہتے تاکہ حضورؑ تہجد کے لئے اٹھیں تو آپ دونوں بھی شریک ہوسکیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اپنے شوہر حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کے بارہ میں گواہی دیتی ہیں کہ آپؓ بہت دعائیں کرتے تھے۔ رات کو تہجد میں دعائیں کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ خداتعالیٰ کا نور کمرہ میں نازل ہو رہا ہے۔ بہت دعائیں کرتے اور گریہ وزاری کرتے۔

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ بھی تہجد کی اس قدر پابندی اور التزام فرماتے کہ آپؓ کے ایک فرزند کہتے ہیں کہ مَیں عرصہ تک سمجھتا رہا کہ نماز تہجد بھی فرض ہے۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ جس روز تہجد کا ناغہ ہوجائے، اُس روز مَیں اشراق کے وقت بارہ نوافل ادا کرتا ہوں۔

حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے بارہ میں حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ گواہی دیتے ہیں کہ باوجودیکہ آپؓ بے حد مصروف رہتے تھے مگر یہ حیرت انگیز امر ہے کہ ایک شخص جو دن بھر کام کرتے کرتے چُور ہوگیا ہو، وہ رات کی آخری گھڑیوں میں تہجد کی نماز میں مصروف دیکھا جاتا ہے اور اس قدر خشوع و خضوع اور گریہ وزاری سے وہ آستانہ الٰہی پر گرا ہوا ہے جیسے کہ کوئی مجروح انسان دردوں سے چلّاتا ہے۔ مجھے حیرت ہوتی تھی کہ اس قدر قوت یہ شخص کہاں سے پاتا ہے اور رات کو کس وقت سوتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سارا رنگ حضرت صاحب کی پاک صحبت میں چڑھ گیا تھا۔

حضرت ملک غلام فرید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت ملک نورالدین صاحبؓ تہجد کے سخت پابند تھے۔ مَیں نے اپنی ساری عمر میں ایک دفعہ بھی اپنے والد کی تہجد کی نماز ضائع ہوتے نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ وہ ایسے سخت بیمار ہوں کہ ان کے ہوش قائم نہ رہے ہوں۔ نماز تہجد بڑے التزام سے ادا کرتے۔ آدھی رات کے قریب اٹھ کر مسواک کرتے اور کئی دفعہ دونوں ہاتھ اٹھاکر لمبے عرصہ تک دعا کرتے۔

حضرت سید حامد علی شاہ صاحبؓ سیالکوٹی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سید فضیلت علی شاہ صاحبؓ پولیس انسپکٹر تھے لیکن باوجود سرکاری مصروفیات کے پچھلی رات کو پاک وصاف ہوکر نماز میں کھڑے ہونا قضا نہیں کرتے تھے۔

حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ کے بارہ میں مکرم میاں عطاء اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپؓ باقاعدگی سے نماز تہجد پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ دعوت الی اللہ کے لئے مجھے بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔ وہاں رات کے دو بجے تک گفتگو ہوتی رہی اور کوئی اڑھائی بجے ہم بستروں میں لیٹے۔ تین سوا تین بجے میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آپؓ تہجد پڑھ رہے تھے۔ پھر صبح کی نماز کے لئے بھی سب سے پہلے جاگنے والوں میں سے تھے نیز ضحی اور اشراق کے نوافل بھی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔

حضرت مولوی ابوالمبارک محمد عبداللہ صاحبؓ فرماتے ہیں کہ نماز تہجد کی عادت مجھے حضرت اماں جان کی پاک شفقت کی بدولت نصیب ہوئی جو بعد میں دوام اختیار کرگئی۔

حضرت حافظ معین الدین صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے عبادت الٰہیہ میں اس قدر شوق تھا کہ کثرت سے نوافل ادا کرتے۔ سوتے کم اور جاگتے زیادہ تھے۔ حتیٰ کہ پاؤں سوج جاتے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ پر حضورؑ اور حضرت اماں جانؓ کی پاکیزہ صحبت کا ایسا اثر تھا کہ بہت چھوٹی عمر سے تہجد شروع کردی۔ چار سال کی تھیں جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی بیوی کو کہا ہوا تھا کہ مجھے تہجد کے لئے اٹھادیا کریں۔

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ کی والدہ حضرت حسین بی بی صاحبہؓ کی غذا ہی نماز اور استغفار تھی۔ اگر تہجد کے وقت جسمانی عوارض اٹھنے نہ دیتے تو اس کی کمی نماز چاشت سے پوری کرتیں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں:

جب سے مَیں بیعت میں داخل ہوگیا
تارکِ جملہ رذائل ہوگیا
تھا کبھی جو تارکِ فرض و سنن
اب وہ پابندِ نوافل ہوگیا

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۰ مارچ ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت مضمون میں مکرم عبدالسمیع خانصاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے کئی اصحاب کا ذکر کیا ہے جنہوں نے نماز تہجد کی ادائیگی عملاً خود پر فرض کررکھی تھی ان میں سے چند ایک کا بیان یہاں کیا جاسکتا ہے۔

علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں ایک احمدی نوجوان کی P.H.D تکمیل

مکرم وی پی بشیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ علی گڑھ نے اطلاع دی ہے کہ علی گڑھ کے ایک خادم مکرم ڈاکٹر ضیاء احمد خان اور مکرم ڈاکٹر وسیم باری ٹاک صاحب نے علی الترتیب کیمسٹری اور فزکس کے شعبہ جات میں اپنے تھیسس اپنے ڈپارٹمنٹ میں داخل کرائے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر وسیم باری صاحب کا تھیسس منظور ہوگیا ہے اور Ph.D کی ڈگری مکمل ہوچکی ہے۔ الحمدللہ جبکہ مکرم ڈاکٹر ضیاء احمد خان کی رپورٹ کا انتظار ہے۔

اس خوشی کے موقع پر مکرم صدر جماعت احمدیہ ڈاکٹر وسیم احمد فریدی صاحب کی رہائش گاہ پر مورخہ 6 نومبر 2002ء کو ایک عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ جو مکرم ڈاکٹر وسیم احمد باری کے اعزاز میں مجلس خدام الاحمدیہ علی گڑھ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اس موقع پر محترم ڈاکٹر وسیم احمد فریدی صدر جماعت احمدیہ و مکرم وی پی بشیر احمد قائد مجلس و ڈاکٹر باری صاحب نے تقاریر کیں۔

ہر دو خدام نے اپنی Ph.D مکرم ڈاکٹر وسیم احمد فریدی ڈپارٹمنٹ آف زولوجی شعبہ Genetics کے تحت مکمل کی ہے۔ مکرم ڈاکٹر وسیم احمد باری صاحب کی خدمت میں خدام کی طرف سے الوداعی تحفہ بھی پیش کیا گیا۔

شریف جیولرز

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان

فون دوکان 0092-4524-212518

رہائش 0092-4524-212300

عالمگیر تباہی کے متعلق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

یہ اس لئے ہوگا کہ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام خیالات سے دنیا پر گر گئے ہیں۔ ....(مکرم میاں عبدالقیوم صاحب ایم اے)

اقوام عالم کی موجودہ حالت کو دیکھ کر ہر ذی فہم انسان بخوبی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ امن عالم کو اس وقت کس قدر شدید خطرات در پیش ہیں۔ پوری دنیا اس وقت ایک آتش فشاں پہاڑ کے دہانے کے قریب کھڑی ڈر رہی ہے کہ کہیں یہ اچانک پھٹ نہ پڑے اور اس کی آگ اور لاوے میں گر کر کرہ ارض تباہ نہ ہو جائے۔ بڑے بڑے دولت مند ممالک نے مہلک ہتھیار اس حد تک جمع کر لئے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو چشم زدن میں پوری دنیا کو خاکستر کر سکتے ہیں۔ کہیں ان بندوقوں، توپوں اور ٹینکوں کی کثرت ہے جو زمین پر تباہی پھیلانے کیلئے تیار ہیں۔ تو کہیں بمبار طیارے آسمان سے آگ برسانے کیلئے فضا میں ہمہ وقت پرواز کر رہے ہیں۔ کہیں کیمیکل مادے اور گیسیں انسانی زندگی کو ایک لمحہ میں ختم کرنے کیلئے مستعد ہیں اور کہیں نیوکلیئر بم انسان اشرف المخلوقات کو صفحۂ ہستی سے معدوم کرنے کیلئے فضا میں گھوم رہے ہیں۔ پھر یہ ہتھیار اتنے متنوع اور اتنے کثرت سے ہیں کہ آدم سے لے کر آج تک انسانی تاریخ میں انکی نظیر نہیں ملتی ہے۔ اور دکھ یہ ہے کہ جن فرزانوں نے یہ مہلک ہتھیار ایجاد کئے انہوں نے ان سے بچاؤ کیلئے کوئی ٹھوس عملی اقدامات نہیں اٹھائے۔ الغرض موجودہ دنیا ایک آگ کے کنارہ نہیں ہزاروں شعلہ بار آگ کے کناروں پر کھڑی ہے جو کسی وقت بھی نسل انسانی کو مکمل طور پر تباہ برباد کر سکتی ہے۔

موجودہ خطرناک حالات کے متعلق صحف سابقہ، قرآن مجید، اور احادیث میں بہت سی واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔ پھر اس زمانہ کے مامور کو خدا نے خاص طور پر ان کے متعلق تفصیل سے خبریں دی ہوئی ہیں جس میں صرف اندازہ ہی نہیں بلکہ ان ہلاکتوں سے بچاؤ کے طریق بھی بتائے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ جن پر خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں آج سے تقریباً ایک صدی قبل دنیا کو ہوشیار کرتے ہوئے ایک انذار میں فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے اور ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا ہی پر گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 ص 268)

مندرجہ بالا انذار میں آئندہ تباہی کی تفصیل کچھ یہ بنتی ہے:

1. تمام دنیا میں کثرت سے زلازل یا زلازل سے ملتے جلتے عذاب آئیں گے۔ جن سے ایسی عالمگیر تباہی و بربادی پھیلے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔
2. اس تباہی میں امریکہ، یورپ و ایشیا زیادہ حصہ لیں گے۔
3. اس تباہی کے وقت جزائر کے رہنے والے جس مصنوعی خدا کو مانتے ہیں اس سے وہ کوئی مدد نہ حاصل کر سکیں گے۔
4. ان آفات سے موت اتنی کثرت سے ہوگی کہ انسانی خون کی ندیاں چلیں گی۔
5. اس موت سے پرند چرند بھی محفوظ نہ رہ سکیں گے۔
6. زلازل کے علاوہ اور بھی آفات زمین آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی کہ جن کا ذکر پہلے کسی کتاب میں نہ ملتا ہوگا۔ خاص طور پر شہر اور آبادیاں ملیامیٹ کر دی جائیں گی۔
7. برصغیر ہندوستان شاید باقی دنیا سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھے گا۔
8. برصغیر ہندوستان میں:
(الف) پانی کا عذاب اس طرح آئے گا جیسا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں آیا۔
(ب) شدید زلزلہ قسم کی وہ آفت آئے گی جیسی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں آئی۔
9. اس موقعہ پر کہیں بھی امن نہ مل سکے گا کیونکہ کوئی بھی انسانی تدبیر کام نہ آئے گی۔
10. تب انسانوں میں شدید اضطراب پیدا ہوگا۔

اس انذار میں ایک اطمینان کی بات یہ ہے کہ اس میں صرف تباہی ہی کی خبریں نہیں دی گئیں بلکہ اس تباہی کی وجوہات بھی بتا دی گئی ہیں اور وہ طریق بھی بتا دیا گیا ہے جس سے انسان اس تباہی سے امن میں رہ سکتا ہے۔ بنیادی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ نوع انسان نے اپنے خالق و مالک خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے۔ اس وقت اگر بحیثیت مجموعی دنیا کی حالت پر نظر کی جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ تمام نسل انسانی چاہے وہ کسی مذہب کی طرف منسوب ہو یا نہ ہو۔ خدا اور اس کی عبادت سے بہت دور جا چکی ہے۔ انسان کی تمام توجہات صرف مادی لذات اور سفلی خواہشات کے گرد گھوم رہی ہیں۔ خدا کا وجود، اس کی محبت اور اس کا خوف اس سے ذاتی تعلق اور اس کی حقیقی عبادت دنیا سے مفقود ہو چکی ہے۔ دنیا کے بعض ممالک میں اس سے قبل بھی ایسا ہوتا چلا آیا ہے پر ساتھ ہی کسی اور حصہ زمین میں خدا کی عبادت بھی ہو رہی ہوتی تھی۔ لیکن آج یہ پہلا موقع ہے کہ شمال و جنوب، مشرق و مغرب، کالے و گورے، مرد اور عورت سب کے سب خدا کو چھوڑ کر دنیا کی لذات پر فریفتہ ہو رہے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے اخلاق و اطوار میں حیوان سے بھی نیچے گر گیا ہے۔ اس لئے پوری دنیا پر قیامت خیز تباہی کا آنا اور اس کا ساری دنیا کو گھیرے میں لے لینا قانون قدرت کے بھی عین مطابق ہے۔

اس انذار میں قیامت خیز تباہی سے بچنے کا علاج یہ بتایا گیا ہے کہ انسان اپنے موجودہ اعمال قبیحہ سے توبہ کرے اور خدا کی طرف لوٹے۔ اور اپنی موجودہ سفلی زندگی کو خیرباد کہہ کر خدا اور اس کی عبادت میں مشغول ہو۔ کاش موجودہ دنیا ایسا کر سکتی۔ پر بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ نسل انسانی اپنے خدا کی طرف متوجہ ہونے کو تیار نہیں۔ اندریں حالات سے اس بات کو مزید تقویت ملتی ہے کہ صحف سابقہ، قرآن مجید احادیث اور موجودہ زمانے کے مامور کی پیشگوئیاں ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔

ان تند و تاریک حالات میں امید کی صرف ایک کرن باقی ہے۔ اور وہ جماعت احمدیہ کا وجود ہے۔ اس وقت وہی ایک ایسی چنیدہ جماعت ہے جو خدا کے تمام انبیاء و رسل کے ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس زمانہ کے مامور پر بھی ایمان لاتی ہے۔ اور جس کے افراد کا خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق قائم ہے۔ جو اپنی بساط کے موافق خدا کی حقیقی عبادت میں مصروف ہے۔ ان کی عذاب الٰہی کے ظہور سے قبل کی دعائیں بہت کچھ تغیر پیدا کر سکتی ہیں۔ اگر جماعت کا ہر فرد دن رات دعاؤں میں لگ جائے تو خدا کے وعدوں کے موافق وہ بفضلہ تعالیٰ اپنے وجود کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کے بچاؤ کا ذریعہ بھی بن سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا انذار میں تباہی کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس میں ایٹم بم کے ذریعہ تباہی کو خوب واضح کیا گیا ہے۔ 1945ء میں امریکہ نے جاپان پر جو ایٹم بم گرائے تھے وہ اپنی طاقت میں بہت کمزور تھے۔ اس کے باوجود جو تباہی و ہلاکت انہوں نے پھیلائی اسے سن کر ہی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اس بم سے سینکڑوں گنا زیادہ طاقتور بم بڑے بڑے شہروں اور آبادیوں پر گرائے جائیں تو کس قدر

باقی صفحہ (17) پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور اس کی غرض

(طاہر احمد بیگ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

اسلام کے بارآور اور مثمر باغ کی حفاظت، اس کی تروتازگی اور شادابی کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ احسن طریق مقرر فرمایا ہے کہ ہر سو سال بعد وہ اپنے کسی برگزیدہ بندے کو بطور مصلح اور مجدّد مامور فرماتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأسِ کُلِّ مِأۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا

(ابوداؤد جلد 2 باب الملاحم)

یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اندر ہر صدی کے سر پر کسی ایسے شخص کو مبعوث کیا کرے گا جو انکی غلطیوں کی اصلاح کیا کرے گا جو اس عرصہ میں پیدا ہو چکی ہونگی اور مسلمانوں کو نئی زندگی عطا کرے گا۔ چنانچہ مشاہدہ عیاں کرتا ہے کہ وعدہ کے موافق تمام صدیوں کے سر پر خصوصاً اور باقی اوقات میں عموماً ایسے لوگ ظاہر ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے قرآن شریف کی اصل تعلیم اور اسلام کی حقیقی روح کا حسب ضرورتِ زمانہ انکشاف ہوتا رہا ہے اور جو خدا کے زندہ کلام کی مدد سے لوگوں کے اندر علمی اور روحانی اصلاح کرتے رہے ہیں کیونکہ جب کبھی ایسا دور آتا ہے کہ جس میں لوگ اسلام کی حسین ترین تعلیم کو فراموش کر دیتے ہیں اور قرآن مجید کی تعلیم کو بھلا دیتے ہیں اور اس پر عمل کرنا ترک کر دیتے ہیں اور ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نقشہ چھا جاتا ہے یعنی دُنیا میں ہر طرف فسق فجور کی رَو چل پڑتی ہے نیک امور کی طرف کم توجہ ہوتی ہے دہریت اور الحاد کا غلبہ ہو جاتا ہے تو ایسے زمانہ میں اللہ اپنے وعدہ کے مطابق کسی برگزیدہ رسول کو مبعوث فرماتا ہے اور اس کے ذریعے سے اسلامی شریعت کا احیاء عمل میں آتا ہے۔ اور وہ اپنے عملی نمونہ سے اس امر کو عیاں کرتا ہے کہ اصل کامیابی کا طریق اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری میں ہے اور عملی زندگی کے ہر پہلو میں اس کی رضاء کو مدنظر رکھنا ہی زندگی کے اصل مقصد کو حاصل کرنا ہے۔

الغرض اس زمانہ میں بھی جبکہ ہر طرف فسق و فجور پھیل گیا اور شریعت اسلامیہ سے لوگ روگردان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مجدد اعظم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ آپ کے ذریعہ تجدید دین کا کام ہو اور آنحضرت صلعم کی لائی ہوئی تعلیم جس کو لوگوں نے فراموش کر دیا تھا دنیا میں رائج ہو جائے چنانچہ رسول مقبول صلعم نے آج سے چودہ سو سال قبل یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی تھی:-

لَو کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقاً بِالْثُرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِس (صحیح بخاری)

یعنی ایمان اگر ثریا ستارے پر بھی چلا جائے گا تو ابنائے فارس میں سے ایک شخص اس کو دوبارہ لے آئے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے بموجب حضرت مسیح موعود علیہ السلام 1835ء میں قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ اب تجدید اور احیاء دین کا کام تا قیامت انشاء اللہ خلفاء مسیح موعود کے ذریعہ ہوتا رہے گا جو حضرت مسیح موعود کے ظل ہونگے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کی غرض و غایت اس طرح بیان کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں:-

"سو خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں چنانچہ میں نے سب کچھ بتا دیا اور نیز میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی علمی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا بعد اس کے کہ بہت دور ہو گیا تھا سو میں ان ہی باتوں کا مجدّد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔"

(حاشیہ کتاب البریہ صفحہ 253 تا 256)

نیز حضور لیکچر اسلام صفحہ 34 میں فرماتے ہیں:-

"وہ کام جس کے لئے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔"

علاوہ ازیں حضور فتح اسلام صفحہ 2 میں یوں فرماتے ہیں:-

"میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے میں اسی طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیروڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی ہے۔"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ حضور کی آمد کی غرض دین اسلام کی تجدید اور اس کی تعلیم پر لوگوں کو عمل کرانا ہے اور آپ کی ساری زندگی اسی مقصد کی تکمیل میں بسر ہوئی کہ لوگوں پر اسلام کی فضیلت ظاہر ہو اور اس کے احکام کی حکمت منکشف ہو اور وہ اسلامی طریق پر پورے طور سے کاربند ہو جائیں اور اس طور پر اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضاء کے وارث بنیں۔ آپ نے اس مادیت اور دہریت کی زندگی میں اس امر کو زبردست دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ آنحضرت صلعم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک زندہ اور افضل نبی ہیں جنکی شریعت اب قیامت تک جاری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے، میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

تریاق القلوب کے صفحہ 6 میں حضور فرماتے ہیں:

"اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہوئیں میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ہیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم اور آپ کی شریعت پر لوگوں کو کاربند کرانا ہے اور قرآن مجید کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔

سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ جل شانہ کی طرف سے اپنے وقت مقررہ پر مبعوث ہو کر اور اپنی بعثت کے مقصد کو پورا کر کے جسمانی رنگ میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ لیکن روحانی طور پر وہ بقید حیات ہیں اور اپنی تحریرات سے اب بھی توحید کو لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کی سعی کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے افراد اپنے آقا و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی تعلیمات کی روشنی میں اکناف عالم میں اسلامی تعلیم کو پہچانے میں دن رات کوشاں ہے۔ اور تبلیغ اسلام کے کام کو تن دہی کے ساتھ سرانجام دینے میں مصروف عمل ہیں۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار
پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللھم صل علی محمد وَّعلی ال محمد وبارک وسلم انک حمید مجید☆

امتحان دینی نصاب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین مجالس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ لائحہ عمل مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت امسال ملکی دینی امتحان 17 اگست 2003ء (بروز اتوار) ہوگا۔ امسال بھی نئے لائحہ عمل کے مطابق جملہ خدام کو تین گروپ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اسکے مطابق درج ذیل نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ آپ خدام کی تعلیمی کلاسز کا باقاعدہ انتظام کر کے اس نصاب کے مطابق خدام کی تیاری کروائیں۔ اور ہمیں اطلاع کریں کہ آپ کی مجلس سے کتنے خدام کس گروپ کا امتحان دے رہے ہیں۔ تا کہ ان کے پرچہ جات تیار کر کے آپ کو بھجوائے جاسکیں۔ ہر خادم کا اپنے گروپ کے لحاظ سے امتحان میں شریک ہونا ضروری ہے جوابی پرچہ جات دفتر میں پہنچنے کی آخری تاریخ 31 اگست 03 مقرر ہے (مہتمم تعلیم)

گروپ اوّل	گروپ دوم	گروپ سوم
15 سے 20 سال کے خدام کیلئے	21 سے 30 سال کے خدام کیلئے	31 سے 40 سال کے خدام کیلئے
قران کریم ناظرہ مکمل، سورۃ آل عمران باترجمہ **حفظ**:- (1) سورۃ التکاثر، العصر، سورۃ الھمزۃ۔ (2) وفات مسیح کے اثبات میں درج ذیل آیات ترجمہ و مختصر تشریح سورۃ آل عمران آیت نمبر 56 اور آیت نمبر 145 **نماز**:- باترجمہ مکمل **حدیث**:- کتاب چالیس جواہر پارے ابتدائی بیس (20) احادیث مع تشریح **کتب**:- تبلیغ ہدایت مکمل	**قرآن کریم**:- ترجمہ سورۃ الکہف مکمل **حفظ**:- (1) سورۃ آل عمران آیت نمبر 102 تا 105 (2) امکان نبوت کے اثبات میں ایک آیت مع ترجمہ و مختصر تشریح **حدیث**:- "منتخب احادیث" (شائع شدہ بر موقع صد سالہ جوبلی) ابتدائی 24 احادیث مع ترجمہ **کتب سلسلہ**:- (1) الوصیت (2) فتح اسلام	**قرآن کریم**:- ترجمہ سورۃ الفیل تا سورۃ الناس، صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے اثبات میں ایک آیت ترجمہ و تشریح (حفظ) **حفظ**:- سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الغاشیہ **نماز**:- باترجمہ مکمل، دعاء قنوت و دعا جنازہ باترجمہ **حدیث**:- "منتخب احادیث" میں سے احادیث نمبر 25 تا 52 **کتاب**:- اسلامی اصول کی فلاسفی

تقریر جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 2002

قسط-2(آخری)

اسلامی جہاد کی حقیقت

ازمکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون وصدر مجلس انصار اللہ بھارت

سامعین کرام! جہاد بالسیف کے متعلق بنیادی اور سب سے پہلی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر 12صفر 2ہجری مطابق 15اگست 623ء کونازل ہوئی جبکہ آپ کو مدینہ تشریف لائے قریباً ایک سال کا عرصہ گذرا تھا۔اور وہ یہ آیت ہے۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ۝ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوامِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ۔ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسَاجِدُ یُذْکَرُفِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ (سورة الحج آیت 41-40)

یعنی وہ لوگ جن کے خلاف تلوار اُٹھائی گئی ہے اُن کو (جنگ کرنے) کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ اُن پر ظلم کئے گئے۔اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔(یعنی اُن لوگوں کو مقابلہ میں لڑائی کی اجازت دی جاتی ہے) جنہیں اُن کے گھروں سے ناحق ظلم کے ساتھ نکالا گیا محض اس بناء پر کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے، گرجے، یہود کے معابد اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔منہدم کردئے جاتے۔اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

اس آیت کے الفاظ جس وضاحت اور صفائی سے اسلامی جنگوں کی غرض و غایت اور جہاد بالسیف کی شرائط بیان کررہے ہیں وہ مزید کسی تشریح کے محتاج نہیں ہیں۔غور سے دیکھا جائے توان آیات سے چار باتیں ثابت ہوتی ہیں

اوّل:: یہ کہ اس جنگ کی ابتداء مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ ان کے مخالفین کی طرف سے ہوئی تھی۔جیسا کہ یُقَاتَلُوْنَ کے لفظ سے ظاہر ہے۔

دوسرے:: یہ کہ کفار مسلمانوں پر سخت ظلم کرتے تھے۔اور اُن کے یہی مظالم جنگ کا باعث تھے۔جیسا کہ "بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا" کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

تیسرے:: یہ کہ کفار کی غرض یہ تھی کہ دینِ اسلام کو تلوار کے زور سے نیست ونابود کردیں۔جیسا کہ "لَھُدِّمَتْ" کے لفظ میں اشارہ پایا جاتا ہے۔

چوتھے:: یہ کہ مسلمانوں کے اعلانِ جنگ کی غرض خود حفاظتی اور دفاع (Defence) تھی۔جیسا کہ "ولولا دفع اللہ الناسَ" کے الفاظ سے ثابت ہے۔

الغرض یہ آیت کریمہ جو جہاد بالسیف کے متعلق بنیادی اور سب سے پہلی آیت ہے کمال صفائی کے ساتھ یہ بتارہی ہے کہ ان جنگوں میں ابتداء کفار کی طرف سے تھی جو اسلام کو بزور تلوار مٹانا چاہتے تھے۔ اور مسلمان مظلوم تھے۔انہوں نے محض خود حفاظتی اور دفاع میں تلوار اُٹھائی تھی نہ کہ غیر مسلموں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنانے کے لئے

پس مخالفینِ اسلام اور پروین توگڑیا صاحب اور اُن کے ہم خیال لوگ جو آج یہ مطالبہ کررہے ہیں کہ جہاد اور اس سے متعلق وہ آیات جو غیر مسلموں سے سختی اختیار کرنے کے بارے میں ہیں خذف کردی جائیں۔ اُن سب کے تمام اعتراضات کے جواب کے لئے صرف یہی ایک آیت کافی ہے۔کیونکہ جہاں جہاں مشرکین اور غیر مسلموں سے سخت برتاؤ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ صرف اُنہی مشرکین اور کفار سے متعلق ہے جو مسلمانوں کو مٹانے کے لئے تلوار اُٹھاتے ہیں اُن پر ظلم کرتے ہیں اور ظلم کی راہ سے مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے بے گھر کرتے ہیں۔ ہر مشرک، ہر کافر اور ہر مخالفِ اسلام کے لئے یہ حکم ہرگز نہیں ہے۔اور یہ بات ہم اسلام کی وکالت میں نہیں کر رہے بلکہ خود قرآن مجید میں بہت ہی واضح رنگ میں یہ حکم موجود ہے کہ:-

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَ تُقْسِطُوْا اِلَیْھِمْ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ (الممتحنة 9)

یعنی جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی (یعنی تلوار نہیں اُٹھائی) اور نہ تمہیں وطن سے بے وطن کیا اُن سے نیکی کرنے اور اُن سے انصاف کے ساتھ پیش آنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت نے تو وہ سارے پردے ہٹادئے ہیں جو متعصب مؤرخوں اور مولوی مودودی صاحب جیسے علماء نے اسلام کے حسین چہرے پر ڈال رکھے تھے۔ اور اسلام کی صلح وآشتی اور امن بخش تعلیم ہمیں یہی بتا رہی ہے کہ صرف اپنوں ہی سے حسنِ سلوک نہیں کرنا بلکہ اُن غیر مسلموں سے بھی محبت اور حسنِ سلوک اور نیکی کرنا ہے جو تم سے برسرِ پیکار نہیں ہیں۔محبت کا جواب محبت سے دینا ہے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو پُورا کرنا ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم سب کو بحیثیت انسان دیکھنا ہے نہ کہ بنظرِ دشمن۔

چنانچہ تاریخ اسلام کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے لوٹ کر آرہے تھے اور ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ موقعہ اور تنہائی دیکھ کر ایک دشمن نے آپؐ ہی کی تلوار سونت کر پوچھا بتاؤ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچاسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ! اللہ! اللہ۔ یہ الفاظ آپ نے ایسے جلال سے فرمائے کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گرگئی۔آپؐ نے وہی تلوار اُٹھا کر اُس سے پوچھا اب تُو بتا! تجھے کون بچاسکتا ہے؟ اُس نے کہا آپ ہی مجھ سے نیک سلوک فرمائیں۔آپ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے خدا ایک ہے اور میں اُس کا رسول ہوں۔یعنی کیا تو مسلمان ہوتا ہے تو اُس نے کہا نہیں۔ میں مسلمان نہیں ہوتا۔ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ میری جان بخشی کردیں گے تو میں آپؐ کے مقابلہ میں کبھی لڑنے نہیں آؤں گا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے معاف کر کے چھوڑ دیا۔زبردستی مسلمان نہیں بنایا (بخاری کتاب المغازی باب غزوة ذات الرقاع)

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو کسی ایک شخص کو بھی جبراً مسلمان نہیں بنایا بلکہ معافی کا اعام اعلان کردیا کہ جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کرلے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔اسلام کے بدترین دشمنوں کو بھی آپ نے یکلخت معاف کردیا بلکہ اُن کو اپنے عقائد اور مذہب پر قائم رہتے ہوئے بھی مکہ میں رہائش کی اجازت دیدی۔ اور آپ نے اسلامی سلطنت کا بادشاہ ہونے کی صورت میں بھی اپنی غیر مسلم رعایا کو وہی حقوق دئے جو مسلمانوں کو میسّر تھے۔ اور آپؐ نے یہ اعلانِ عام فرمایا کہ تمہیں مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔تمہاری جان۔تمہارا مال۔تمہاری عزت اور تمہاری آبرو محفوظ ہیں۔اور اسی طریق کو آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء راشدین نے بھی اختیار کیا۔

سامعین کرام! گذشتہ چند دہاکوں سے دُنیا میں دہشت گردی کی جو ظالمانہ اور بہیمانہ واردات ہورہی ہیں یا پھر اسی سلسلہ میں بعض سیاسی اور ملکی چھاپہ مار قسم کی لڑائیاں ہورہی ہیں اُن کو زیادہ تر مسلمان علماء خصوصاً پاکستانی ملاں جہاد کا نام دے رہے ہیں۔لفظ جہاد کو پاکستانی ملاؤں نے جس قدر غلط رنگ میں اختیار اور استعمال کیا ہے۔شاید ہی کبھی کسی نے ایسا کیا ہو۔ حتی کہ خود اپنی حکومت کے خلاف احتجاج کرنا ہو تو بھی یہی نعرہ دیتے ہیں کہ ہم حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی جہاد جو جہاد بالسیف یا تلوار کا جہاد کہلاتا ہے وہ تو صرف ایسے غیر مسلموں سے کیا جاتا ہے جو پہلے مسلمانوں پر حملہ آور ہوں۔ مسلمانوں پر ظلم کرتے ہوں۔ظلم کی راہ سے ناحق اُن کو بے وطن اور بے گھر کرتے ہوں۔ اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کرتے ہوں۔پھر جب جہاد کی یہ شرائط ہی پُوری نہیں ہورہی ہیں تو ہر دہشت گردی کو اپنے ہی خیال سے جہاد قرار دینا کہاں کی عقلمندی اور کہاں کا اسلام ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جب بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جہاد کے اِس غلط نظریہ اور تشریح کے خلاف آواز اُٹھائی اور فرمایا کہ موجودہ دور میں چونکہ جہاد کی شرائط پوری نہیں ہورہی ہیں اس لئے خواہ وہ انگریزی حکومت ہو یا کوئی اور حکومت اُس کے خلاف جہاد کا نعرہ لگانا بے وقوفی ہے۔کیونکہ ہم اس حکومت کے زیر سایہ امن وامان سے رہ رہے ہیں۔ اسلامی عبادات اور دیگر ارکانِ اسلام کو ہم بے خوف وخطر آزادی سے بجالا رہے ہیں تو پھر ایسی حکومت کے خلاف جہاد کا نعرہ لگانا سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے آپ نے فرمایا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
فرماچکا ہے سیّد کونین مصطفٰی
عیسی مسیح جنگوں کا کردے گا التواء

نیز آپ فرماتے ہیں:-

"بعض نادان مجھ پر اعتراض کرتے ہیں جیسا کہ صاحب المنار نے بھی کیا ہے کہ یہ شخص انگریزوں کے ملک میں رہتا ہے اس لئے جہاد کی ممانعت کرتا ہے......پس سنو اے نادانو! میں گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دینِ اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلوار چلاتی ہے قرآن شریف کی رُو سے مذہبی جنگ کرنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔" (کشتی نوح حاشیہ صفحہ 68 طبع اوّل)

اسی طرح آپ نے فرمایا:-

"شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہیں...... قطعی حرام ہے" (نور الحق حصہ اوّل صفحہ 45 طبع اول)

اس پر نادان ملاؤں نے آپ کو انگریزوں کا ایجنٹ اور پٹھو قرار دیا، اور آپ پر یہ الزام لگایا کہ آپ نے جہاد کے شرعی حکم کو منسوخ کر کے مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سرد کرنے کی کوشش کی ہے۔جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرعی جہاد کو ہرگز ہرگز منسوخ نہیں کیا بلکہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ اس وقت جہاد بالسیف کی شرائط پوری نہیں ہورہیں اور ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے اس لئے اب اور اس وقت جہاد ملتوی ہے یعنی Postponded ہے۔جیسا کہ آپ کے اشعار میں لفظ "اب" اور "التواء" سے یہ ظاہر ہے اور پھر مذکورہ عبارتوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے وقت میں "حُرمتِ جہاد" کا فتویٰ قرآن مجید اور حدیث نبوی کی بناء پر دے رہے ہیں نہ کہ اسلامی حکم کو منسوخ قرار دے کر۔انگریزی حکومت کے خلاف جہاد حرام ہونے کا فتویٰ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نے نہیں دیا بلکہ تیرھویں صدی کے مجدد حضرت سید احمد صاحب بریلوی

ان کے خلیفہ حضرت اسمٰعیل شہید۔ مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی۔ خلیفۃ المسلمین (ترکی)۔ 29 علمائے اسلام کا فتویٰ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ احمد رضا خان صاحب بریلوی، سر سید احمد خان صاحب۔ مکہ معظمہ کے مفتیوں اور مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور نے بھی بعینہٖ یہی فتویٰ دیا ہے کہ چونکہ انگریزی حکومت کے زیر سایہ مذہبی امن و امان حاصل ہے۔ اس لئے ہندوستان دارالحرب نہیں ہے۔ اور انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا حرام ہے۔

حضرات! یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جن ملاؤں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف جہاد کو منسوخ کرنے کا الزام لگا کر کفر کے فتوے دیئے تھے آج سو سال کے بعد حالاتِ زمانہ نے اُن مخالفین کو اُسی موقف پر لا کھڑا کیا ہے جو حضرت بانی جماعت احمدیہ کا مسلک اور موقف تھا۔ چنانچہ 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگن کو ہوائی جہاز مار کر تباہ کر دینے کے نتیجہ میں جو ہزاروں جانوں کا اتلاف ہوا اور جس کو بعض تنگ نظر علماء نے جہاد کا نام دیا اس پر مسلمانوں نے جتنے بھی انٹرویوز دیئے یا پریس میں بیانات دیئے وہ بالکل اُن عقائد اور خیالات کے برعکس تھے جو آج تک وہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ اب مسلمانوں کے علماء اور لیڈر یہ کہنے لگ گئے کہ ہم اس دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں اسلام اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ اور یہ کوئی جہاد نہیں۔ اور نہ ہی اسلام میں ایسا جہاد ہے۔ گویا اب جہاد کی وہی تعریف ہونے لگی جو آج سے سو سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی تھی اور جہاد کی اس تعریف پر اُس وقت اور حال کے علماء جماعتِ احمدیہ کو کافر قرار دیتے رہے (بدر 4/11 دسمبر 02ء صفحہ 8)

چنانچہ ابھی حال ہی میں 4 دسمبر 2002ء کو نئی دہلی میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے شعبہ عربی کے تحت ایک سیمینار بعنوان ''اسلام امن و سلامتی کا مذہب'' منعقد ہوا۔ اس کی خبر دیتے ہوئے خبر رساں ایجنسی یو۔ این۔ آئی نے بتایا کہ علماء کرام اور دانشوروں نے اس عنوان پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات ایک عالمی حقیقت کا درجہ رکھتی ہے کہ اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ لیکن آج مسلمانوں کو اپنے کردار اور گفتار سے اس کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے وائس چانسلر شاہد مہدی نے اپنی صدارتی تقریر میں برنارڈ شا کے مشہور قول ''اسلام دُنیا کا بہترین مذہب ہے لیکن اس کے ماننے والوں کے بارے میں ایسا نہیں کہا جاسکتا'' کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو اس تفاوت کو دُور کرنا چاہئے۔ مسٹر مہدی نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مسلمانوں کے اندر باہمی اختلاف آج اپنے عروج پر ہے اور معمولی مسائل پر بھی فتووں کا بازار گرم ہو جاتا ہے انہوں نے کہا کہ فتووں کی اس انارکی کو روکنا ہوگا...... جناب شاہد مہدی نے کہا کہ دہشت گردی آج ایک عالمی رجحان بن گیا ہے۔ اور اس سے مقابلہ کے لئے اس کے طریقہ کار کو سمجھنا ہوگا..... پروفیسر اقبال انصاری نے اپنی تقریر میں اسلام میں طاقت کے استعمال کی صورتوں پر مفصل اظہارِ خیال کیا انہوں نے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کے اہم واقعات کے حوالے سے کہا کہ کسی کے خلاف مقابلہ آرائی صرف دو ہی صورتوں میں جائز ہے اوّل یہ کہ جب کسی کو اپنے گھر سے بے گھر کیا جائے اور دوم جب کوئی ظالم کسی شخص پر ظلم کر رہا ہو۔ انہوں نے کہا کہ اسلام نے جنگ کے جو قوانین اور اس کے اخلاقی اصول طے کئے ہیں ان کی رُو سے دہشت گردی کی موجودہ شکل کو کسی بھی صورت میں جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔''

(روزنامہ ہندسماچار جالندھر 6 دسمبر 2002ء صفحہ 7 کالم 4-5)

سامعین کرام! آج جس دور سے ہم گذر رہے ہیں وہ تلوار کے جہاد کا دور نہیں بلکہ اشاعت و اقامتِ دین کے جہاد کا دور ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:-

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب فرض اس کا ہے وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب جماعتِ احمدیہ جہاد بالسیف کی قائل نہیں ہے اور یہ حکم بالکل ہی منسوخ ہو گیا ہے بلکہ جب بھی مخالفین اسلام، اسلام کو مٹانے کے لئے طاقت استعمال کریں گے اور ہتھیار اُٹھائیں گے تو جماعتِ احمدیہ اُس وقت ظاہری تلوار کے جہاد میں بھی حصہ لے گی انشاء اللہ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

وَ اُمِرْنَا اَنْ نُّعِدَّ لِلْکَافِرِیْنَ کَمَا یُعِدُّوْنَ لَنَا۔ وَلَا نَرْفَعُ الْحُسَامَ قَبْلَ اَنْ نُّقْتَلَ بِالْحُسَامِ (حقیقۃ المہدی صفحہ 28 طبع اوّل)

کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم کافروں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں جیسا کہ وہ ہمارے ساتھ کرتے ہیں اور جب تک وہ ہم پر تلوار نہ اُٹھائیں، ہم بھی اُس وقت تک اُن پر تلوار نہ اُٹھائیں۔

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:-

''اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمہ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دینِ متین اسلام کی خوبیاں دُنیا میں پھیلاویں۔ یہی جہاد ہے۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دُنیا میں ظاہر کر دے۔''

(اخبار البدر قادیان 14 اگست 1902ء صفحہ 239 کالم 3)

پس اسلامی جہاد کی حقیقت یہی ہے کہ جہادِ اکبر اور جہادِ کبیر تبلیغ و اقامتِ دین ہے اور جہادِ اصغر تلوار کی لڑائی ہے جماعتِ احمدیہ کے دورِ اوّل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مندرجہ بخاری شریف یَضَعُ الْحَرْبَ کے مطابق جماعتِ احمدیہ کے لئے جہادِ کبیر یعنی اقامت و اشاعتِ اسلام و اصلاحِ عمل مقدر تھا۔ سو جماعتِ احمدیہ نے یہ جہادِ اکبر اس شان سے کیا کہ اس وقت روئے زمین پر کسی اور جماعت میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ مفکّر احرار چوہدری افضل حق صاحب نے اس کا برملا اعتراف کرتے ہوئے لکھا::

'' آریہ سماج کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بے جان تھا۔ تبلیغی حِس مفقود ہو چکی تھی..... مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصری جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھ..... اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے بلکہ دُنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔'' (''فتنۂ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں'' طبع دوم 24)

اور آج اسی جہادِ کبیر کا نتیجہ ہے کہ خلافتِ احمدیہ کی قیادت میں جماعتِ احمدیہ 178 ممالک میں نہ صرف مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکی ہے بلکہ دن بدن تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام ساری دُنیا میں پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ جس میں مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک

سامعین کرام! ہم ڈنکے کی چوٹ پر یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح آج اقامت و اشاعتِ دینِ اسلام اور اصلاحِ عمل کے میدان میں جماعتِ احمدیہ بے مثال کارنامے سرانجام دے رہی ہے اُسی طرح اگر آئندہ کسی زمانے میں ''جہادِ صغیر'' یا تلوار کے جہاد کی ضرورت پڑی اور خلافتِ احمدیہ کی جانب سے ہتھیار اُٹھانے کا حکم ملے تو دُنیا دیکھے گی کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ اس میدان میں بھی عدیم المثال کارہائے نمایاں انجام دیگی۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''اے مخالفو! تم نے ہمارے ساتھ جتنی دُشمنیاں کرنی ہیں کر لو۔ جتنے ناشکرے پن کے ثبوت دینے ہیں دیتے چلے جاؤ۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کل جو تم پر مُصیبت ٹوٹے گی اُس میں بھی جماعتِ احمدیہ صفِ اوّل میں کھڑی ہو گی اور تمہارے خلاف چلنے والے تیر اپنے سینوں پر لے گی۔ ہم سے بڑھ کر اسلام کا اور کوئی وفادار نہیں، ہم سے بڑھ کر مسلمان قومیت کا اور کوئی ہمدرد نہیں، ہم سے بڑھ کر دینِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کوئی شیدائی اور فدائی نہیں ہے۔ ماضی بھی تمہیں یہی بتاتا رہا مگر تم ہر دفعہ اس سبق کو بھول جاتے رہے اور کل آنے والا وقت بھی تمہیں یہی بتائے گا۔ اے کاش! تمہاری آنکھیں کھلیں اور تم دیکھو کہ کون تمہارا دوست ہے اور کون تمہارا دشمن ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 فروری 1985ء بمقام مسجد فضل لندن)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

☆☆☆

بقیہ صفحہ:: (9)

''اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب (اسلام) اور اس سلسلہ (احمدیہ) میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی...... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے یہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے'' (تذکرۃ الشہادتین ص 64,65)

درخواست دُعا

والدہ محترمہ، واقفین نو بچے طاہر احمد و طارق احمد اور خاکسار کی صحت و سلامتی اور جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے درخواست دعا ہے۔ (عبدالغفار آہن گر آف رشی نگر)

KASHMIR
JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs& Suppliers of:
GOLD & DIAMOND
JEWELLERY
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں
خاص احمدی احباب کیلئے
الیس اللہ بکاف عبدہ
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

PRIME
AUTO
PARTS
House of Genuine Spares
Ambassador
&
Maruti

P, 48 PRINCEP STREET
CALCULTTA - 700072 ●2370509

بنگلور میں ایک عالمی مذہبی کانفرنس میں احمدی وفد کی شرکت

مورخہ 15 جنوری تا 20 جنوری 2003ء ہندوؤں کی ایک مذہبی تنظیم The Art of Living کے زیر اہتمام World Conference On Spiritual Regenaration & Human Values کے نام سے منعقد کی گئی۔ جس میں نائب صدر ہند جناب شیخاوت صاحب اور نائب وزیر اعظم جناب ایل کے اڈوانی کے علاوہ کثیر تعداد میں ممبر آف پارلیمنٹ، مختلف صوبہ جات کے چیف منسٹرز کے علاوہ اعلیٰ مذہبی و سماجی لیڈروں کو شمولیت کیلئے مدعو کیا گیا تھا۔ اسلام کی نمائندگی کیلئے اجمیر کے سجادہ نشین جمیل احمد الیاسی اور مولانا صوفی غلام محمد صاحب کیسرائی صدر انجمن چشتیہ اجمیر کو بلایا گیا تھا۔ جماعت کو بروقت اس کانفرنس کی اطلاع نہ مل سکی لیکن کوشش کر کے اس میں شمولیت کی اجازت حاصل کر لی گئی۔ انتظامیہ کی طرف سے کہا گیا کہ آپ کو بولنے کیلئے وقت نہیں مل سکے گا کیونکہ سب پروگرام مرتب ہو چکے ہیں۔ مورخہ 03-01-18 کو جو کہ کانفرنس کا اہم دن تھا ہمارا ایک چار رکنی وفد اس کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے گیا۔ اس کانفرنس کا اصل مدعا تھا کہ دنیا سے نفرت کو ختم کر کے امن کے قیام کی کوشش کی جائے۔ The Art of Living تنظیم کا قیام 22 سال قبل عمل میں آیا تھا۔ اس ادارے کی مقبولیت اتنی بڑھ چکی ہے کہ چند سال میں یہ 140 ممالک میں پھیل چکا ہے۔ اس لئے دنیا بھر سے اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھنے والے ہزاروں لوگوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ موقع کی مناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''پیغام صلح'' کا انگریزی اور کنڑ ترجمہ تقسیم کیا گیا۔ علاوہ ازیں اسلام اور احمدیت سے تعلق رکھنے والا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اس تنظیم کی طرف سے جن مسلمان نمائندوں کو اسلام کی نمائندگی میں مدعو کیا گیا تھا ان میں اسلامی درد کہاں کہ وہ اسلام کی پرامن تعلیم ایسی کانفرنسوں میں بیان کر سکیں۔ اس لئے باوجود بنگلور تشریف لانے کے وہ بدقسمتی سے عین اجلاس کے وقت اجلاس سے غائب تھے۔ جس کی وجہ سے ہمیں کافی دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ اپنے دین کی مدد ضرور فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نمائندگی کرنے کا خاکسار کو موقعہ دیا۔ خاکسار نے جہاں پر مختصر وقت میں اسلام کی پرامن تعلیمات کے بارہ میں کانفرنس میں شامل ہونے والے 8 ہزار شرکاء کو بتایا وہاں پر جماعت احمدیہ کی قیام امن کی کوششوں کو بھی بیان کیا۔ اور جماعتی ماٹو Love For All Hatred For None جیسی پرامن تعلیم کو جب شرکاء کانفرنس کے سامنے رکھا تو کانفرنس میں شامل بڑے بڑے لیڈروں نے جس میں اٹلی کے نائب صدر بھی شامل تھے بڑی تعریف کی۔ علاوہ ازیں خاکسار نے موجودہ حالات کے پیش نظر بڑھتی ہوئی منافرت کی روک تھام کیلئے حکومت کے اعلیٰ کارندوں کو مشورہ دیا کہ جہاں پر مختلف مذہبی تنظیموں کی طرف سے ایسے پیشوایان مذاہب کے جلسے ہوتے ہیں وہاں پر مرکزی حکومت کی طرف سے بھی ایسے جلسے منعقد کئے جائیں۔ جس میں اعلیٰ مذہبی لیڈروں کو بلا کر اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں اور پرامن تعلیمات کو بیان کیا جائے۔ تو اس کا بہت بڑا فائدہ ہوگا اور مذہبی منافرت میں کمی آئے گی۔ خاکسار کی اس تجویز کو حکومتی کارندوں نے بہت پسند کیا اور Minister Of State For Home Affairs مکرم آئی ڈی سوامی صاحب نے یقین دہانی کرائی کہ ہم ضرور ایسی کانفرنسیں منعقد کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور شکریہ ادا کیا کہ آپ کی بہت عمدہ تجویز ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی نمائندگی کے علاوہ پرامن اسلامی تعلیمات کو پیش کرنے کا موقع ملا۔ جس کی وجہ سے کانفرنس میں شامل ہونے والوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اس وفد میں خاکسار کے ساتھ مکرم حفیظ اللہ صاحب سیکرٹری امور عامہ و مکرم مولوی طارق احمد صاحب مبلغ سلسلہ و مکرم رشید احمد صاحب نے بھرپور تعاون دیا۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ (مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ بنگلور)

بقیہ صفحہ :: (13)

ہلاکت اور موت ہوگی۔ اس انذار میں برصغیر ہندوستان کے متعلق دوقسم کی تباہی کا خاص طور پر ذکر ہے ایک طوفان نوح کی طرح پانی کا طوفان دوسرا حضرت لوط کی بستی کی طرح تباہی۔ یہ دونوں بھی ایٹم بم کی تباہی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو ڈیم وغیرہ کو تباہ کر کے پانی کا طوفان لے آئیں۔ اور بستیوں اور شہروں کو آسمان سے پتھروں کی بارش سے تباہ کر دیں۔ جو اپنے وقت کے لحاظ سے موسم بہار میں آئیں گے۔ ان سب کا خیال کر کے بھی انسان کی طبیعت خود بخود خدا کی طرف جھکتی اور اس سے مدد کی درخواست کرتی ہے۔ ہر روز چڑھتا ہے وہ اس قیامت خیز تباہی سے قریب تر کرتا جاتا ہے۔ جسے دیکھ کر انسانی نسل دیوانہ ہو جائے گی اور ایسا اضطراب پیدا ہوگا جو ابن آدم نے اس سے پہلے سنا ہوگا اور نہ دیکھا ہوگا۔

جماعت احمدیہ کا وجود اس وقت ساری دنیا کیلئے ایک تعویذ کا حکم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو توفیق دے کہ وہ واقعی دنیا کیلئے تعویذ اور پناہ بن جائیں۔ اس کی دعائیں صبح و شام رات دن آسمان پر پہنچیں۔ اس کا درود اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچے اور پھر سے یہ دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 6 جنوری 2003ء)

سرکل رانچی میں تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

اس وقت رانچی کے سرکل میں خاکسار بطور انچارج اپنے معلمین کو لے کر حتی المقدور نومبائعین کی تربیت و تبلیغی امور کی انجام دہی کیلئے کوشاں ہے۔ تمام معلمین اپنے فرائض کو کماحقہٗ ادا کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں اس ماہ سرکل رانچی کے علاقہ میں تین گھرانے احمدیت میں شامل ہوئے۔ انکی استقامت و تربیت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

رانچی میں ہمارا مشن ایک ایسی جگہ پر ہے جس کے چاروں اطراف مسلمانوں، ہندوؤں اور عیسائیوں کی ملی جلی آبادی ہے۔ ایک عیسائی دوست جو ریٹائرڈ چیف کنٹرولر آف ریلوے ہیں کے ذریعہ سے مشنری کے کئی باا ثر لوگوں کو بھی تبلیغ کی گئی۔

اسی طرح یہاں کے ذی علم اور سنجیدہ مسلم شخصیات و نیک فطرت لوگوں سے بھی ملاقات کی کوشش جاری ہے۔ یہاں کے اخبارات کے مدیران سے ملاقات و تعارف کروانے کے بعد اپنے مضامین شائع کروانے کے کام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے بھی کوشش جاری ہے۔

تبلیغی و تربیتی دورے

اس ماہ خاکسار نے 9 مختلف مقامات کے تبلیغی کامیاب دورے کئے اور ہر جگہ حسب توفیق تبلیغی و تربیتی کام سر انجام دینے کی کوشش کی۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ نومبائعین سے ملاقات، انکی طرف سے کئے جانے والے سوالات کے جوابات اور انکی تربیت کی غرض سے اجلاسات بھی منعقد کئے گئے۔

ضلع پاکوڑ میں مکرم محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ کی اہلیہ محترمہ جنہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی پچھلے دورہ پر انہیں کے گھر ایک تربیتی اجلاس اسی غرض سے رکھا گیا تھا۔ اور انکو ہر طرح سے حتی الامکان سمجھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ اس بار بچوں کے احمدیت میں شامل ہو گئیں ہیں۔ انہیں کے ساتھ انکی ایک رشتہ دار عورت نے بھی بیعت کر لی ہے۔ (الحمد للہ)

ہمارے معلم مکرم خورشید فرقان صاحب ایک گاؤں میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا کام کر رہے تھے۔ مخالفین کے ٹولے جتھا بنا کر اس گاؤں میں آئے اور ہمارے معلم کو جان سے مارنے کی دھمکی دیتے ہوئے چلے جانے کو کہا۔ نیز گاؤں والوں کو بھی دھمکیاں دیں کہ اگر آپ نے اس معلم کو یہاں رہنے دیا تو تمہارے مکانات جلا کر خاکستر کر دئے جائیں گے۔ صوبہ جھارکھنڈ میں تبلیغی و تربیتی کاموں کو حتی المقدور کامیاب و کامران بنانے کی پوری کوشش و جدو جہد جاری ہے۔

سملیہ اور ہسری وغیرہ پرانی جماعتوں میں گاہے بگاہے اطاعت نظام، جماعت کی اہمیت، آپسی اتحاد و اتفاق، خلافت حقہ سے وابستگی پر تربیتی اجلاس منعقد کئے جاتے ہیں اور میٹنگز بھی بلائی جاتی ہیں۔

اسی طرح جماعتی تنظیموں کو فعال بنانے اور منظم کرنے کیلئے کئی عملی اقدام بھی اٹھائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کے مطابق کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(عزیز احمد ناصر مبلغ سلسلہ رانچی)

دعائے مغفرت

افسوس مکرم نصیب محمد کاٹھات لولوہ ضلع پالی راجستھان اچانک حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے مورخہ 03-01-3 وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مخلص احمدی تھے۔ 1993ء میں قادیان آکر بیعت کی اور اپنے بڑے بیٹے کو وقف کیا جو اس وقت بطور مبلغ خدمات بجا لا رہے ہیں۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ دو لڑکے پانچ لڑکیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل کی توفیق دے اور اپنے فضل سے کفالت فرمائے۔ مرحوم کے درجات بلند فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔

(مظفر احمد ظفر نگران دعوت الی اللہ راجستھان)

افسوس خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ جمال آراء صاحبہ اہلیہ مرحوم محترم سید صدر الدین صاحب بھاگلپور مورخہ 03-01-20 بشام وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ 68 سال کی تھیں۔ مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالکہ تھیں۔ خصوصاً دین سے گہری وابستگی اور جماعت و اہل جماعت سے والہانہ محبت رکھتی تھیں۔ نماز روزہ کی پابند تھیں۔ ایک عرصہ سے بیماری کی وجہ سے کافی پریشان تھیں۔ تمام احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات، پسماندگان کے صبر جمیل کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 50 روپے۔ (بشیر احمد بنارس)

غیر ملکی رپورٹیں

ربوہ میں جلسہ سیرۃ النبیؐ کا انعقاد

مورخہ 12 دسمبر 2002ء بروز جمعرات، بعد نماز عصر 4 بجے اقامۃ الظفر دارالصدر شمالی میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد معلمین کلاس وقف جدید کے زیر انتظام ہوا۔ جس کی صدارت حضرت مرزا عبدالحق صاحب صدر مجلس افتاء و امیر ضلع سرگودھا نے فرمائی۔ سٹیج پر آپ کی معاونت مکرم چودھری اللہ بخش صادق صاحب ناظم وقف جدید نے کی۔

تلاوت و نظم کے بعد معلمین کلاس کے طلباء نے محنت سے تیار کی ہوئیں تقاریر حاضرین کے سامنے پیش کیں۔ جن میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا اجاگر کیا گیا۔ سب سے پہلے مکرم ہمایوں طاہر صاحب نے کتب مقدسہ میں آنحضرت ﷺ کے متعلق بشارات کے موضوع پر تقریر کی۔ طارق احمد طاہر صاحب کی تقریر کا موضوع آنحضرت ﷺ بحیثیت انسانی حقوق کے علمبردار تھا۔ مکرم رضوان احمد ناز صاحب نے آنحضرت ﷺ کا ازواج مطہرات سے حسن سلوک پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آنحضرت ﷺ بحیثیت داعی الی اللہ پر مکرم لقمان احمد شاد صاحب نے تقریر کی۔ مکرم رشید احمد تنویر صاحب نے جنگوں میں آپکے اخلاق حسنہ کے ظہور پر روشنی ڈالی۔ تقاریر کے دوران نظمیں بھی پیش کی گئیں۔ اس کے بعد نگر پار کر ضلع مٹھی سے تعلق رکھنے والے دو معلم طلباء سردار احمد طاہر صاحب اور سردار احمد بشیر صاحب نے اپنا تعارف کروایا کہ کس طرح وقف جدید کی برکت سے اس دور افتادہ اور پسماندہ علاقہ میں انکے خاندان کو احمدیت کے نور سے منور ہونے کا موقع ملا۔ اور اب وہ دین کی خدمت کیلئے وقف کر کے تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں۔ ان طلباء نے حضرت مسیح موعودؑ کی آنحضرت ﷺ کی شان میں بیان فرمودہ جلیل القدر تحریرات پڑھ کر سنائیں۔ آخر پر مہمان خصوصی حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے سیرۃ النبی کے حوالہ سے مختصر اختتامی خطاب فرمایا کہ آنحضرت ﷺ انسان کامل اور عالی مرتبہ کے نبی تھے جن پر قرآن کریم جیسی عظیم کتاب نازل ہوئی۔ جس کے ذریعہ سے دنیا کی ہدایت کے سامان ہوئے۔ اختتامی دعا سے قبل مکرم مبشر احمد خالد صاحب پرنسپل مدرسۃ الظفر نے جملہ معزز مہمانوں کی آمد اور معلمین کی حوصلہ افزائی پر شکریہ ادا کیا۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد جملہ شرکاء جلسہ کو عشائیہ پیش کیا گیا۔ جلسہ میں ربوہ بھر سے 250 سے زائد اہل علم اور معززین نے شرکت کی۔

واگاڈوگو شہر (بورکینا فاسو) میں مجلس اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کے پہلے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: ظفر احمد بٹ، مبلغ سلسلہ واگاڈوگو)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس اطفال الاحمدیہ واگاڈوگو کو اپنا پہلا اجتماع مورخہ ۲۶ مئی بروز اتوار سمگاندے میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یوں تو اطفال کا اجتماع بھی خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے ساتھ منعقد ہوتا رہا ہے مگر یہ پہلا موقع ہے جس میں اطفال الاحمدیہ کا اجتماع علیحدہ منعقد کیا گیا۔ اس اجتماع میں کثرت سے اطفال و ناصرات نے شرکت کی۔

اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے واگاڈوگو شہر کے چھ مختلف حلقوں میں باقاعدہ کلاسز لگا کر اجتماع کی تیاری کروائی گئی جس میں جماعتی معلومات پر مبنی سوال و جواب، تلاوت، اذان اور تقاریر کی تیاری کروائی جاتی رہی۔ ان کلاسز میں اطفال و ناصرات نے بڑے شوق سے حصہ لیا۔ اجتماع سے ایک ہفتہ قبل اطفال و ناصرات کے لئے ایک پارک میں پکنک کا اہتمام کیا گیا جس میں ۱۹۰ بچے شامل ہوئے۔ اس موقع پر بچوں کے ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے اور انعامات تقسیم کئے گئے۔ کھانے کے وقت بچوں کو کھانے کے آداب بتائے گئے اور آخر پر بچوں کو پارک کی سیر کروائی گئی۔ تمام اطفال نے ایک ہی طرح کی ٹوپی اور سکارف اور ناصرات نے ایک ہی طرح کے سفید سکارف پہنے ہوئے تھے جو کہ دیدنی منظر پیش کرتے تھے۔

اجتماع گاہ کی تیاری کے سلسلہ میں خدام الاحمدیہ نے بڑے جوش و خروش سے کام کیا۔ اس دوران چار وقار عمل کئے جس میں ۸۰ خدام نے شرکت کی اور مقام اجتماع کو خوبصورت بینرز اور جھنڈیوں سے سجایا گیا۔

افتتاح تقریب

پروگرام کے مطابق ۲۶ مئی کو ساڑھے آٹھ بجے تمام حلقہ جات سے اطفال و ناصرات اجتماع گاہ پہنچ گئے۔ پہلے سیشن کی صدارت ایک مخلص فرنچ احمدی مکرم نوید مارٹی صاحب نے کی جو کہ وقفِ عارضی پر بورکینا فاسو آئے ہوئے تھے اور ایم ٹی اے میں خدمت کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم نوید مارٹی صاحب نے تقریر کی جس میں آپ نے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے بچوں کو نصائح فرمائیں اور افتتاحی دعا کروائی جس کے بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جس میں تلاوت، اذان، تقاریر اور دینی معلومات کے مقابلے کروائے گئے۔

Kibwaya (تنزانیہ۔ مشرقی افریقہ) میں نوتعمیر شدہ مسجد احمدیہ کا افتتاح اور تبلیغی و تربیتی جلسوں کا انعقاد

رپورٹ : مظفر احمد درانی امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت تحریک "تعمیر یکصد مساجد" پر جماعت احمدیہ تنزانیہ کو عمل کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس سلسلے کی ۴۳ ویں مسجد جماعت احمدیہ "کی بوایا" (Kibwaya) میں تعمیر ہوئی ہے۔ یہ جماعت صوبہ موروگورو Morogoro کے علاقہ Mkuyunu میں ہے۔

اس کا افتتاح ۱۳۔۱۴ ستمبر بروز جمعۃ المبارک اور ہفتہ ہوا۔

Kibwaya سکول کے باغ میں تبلیغی جلسہ

۱۳ ستمبر کو نماز جمعہ و عصر کی ادائیگی کے بعد مقامی پرائمری سکول کے باغ کے گھنے درختوں کی چھاؤں میں تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم علی راشدی صاحب معلم سلسلہ نے اسلام کی انفرادیت پر تقریر کی۔ جس کے بعد مجلس سوال و جواب کا سلسلہ غروب آفتاب تک جاری رہا۔

نئی مسجد میں تربیتی جلسہ

۱۴ ستمبر بروز ہفتہ نئی تعمیر شدہ احمدیہ مسجد میں صبح نو بجے احباب جماعت کا تربیتی جلسہ رکھا گیا تھا۔ جسمیں مکرم فیض احمد صاحب۔ مکرم محمود احمد شاد صاحب اور خاکسار نے تربیتی موضوعات پر خطاب کیا اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دئے اور اس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

Mkuyuni کی گراؤنڈ میں تبلیغی جلسہ

نئی مسجد Kibwaya میں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد تمام احباب و خواتین قریبی جماعت Mkuyuni میں تشریف لے گئے۔ جہاں ایک گراسی پلاٹ کے درختوں کے سائے میں تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ دیہی گورنمنٹ کے سربراہ جلسہ کے مہمان خصوصی تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد معلم ماجد سوری صاحب اور معلم علی راشدی صاحب نے مختلف موضوعات پر خطاب فرمایا۔ جس کے بعد غروب آفتاب تک مہمان دوستوں کے سوالات کے جوابات دئے جاتے رہے۔ تمام سوالوں کے جوابات خاکسار مظفر احمد درانی نے دئے۔

اس جلسے میں بکثرت معلمین تشریف لائے اور سوالات بھی پوچھتے رہے۔ بعض مخالفین نے مجلس کے ماحول کو خراب کرنا چاہا مگر اپنی کم علمی کے باعث شرمندہ ہو کر لوٹے۔ دوسری طرف شریف النفس لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ دیہی گورنمنٹ کے صدر اور علاقے کے شیخ نے اپنے ساتھیوں سمیت جماعت میں شمولیت کی اور دو ہفتے بعد ہونے والے مرکزی جلسہ سالانہ میں بھی شامل ہوئے۔

اس اجلاس کی صدارت مقامی جماعت کے صدر Ismail Nwesne نے کی۔ آج اس علاقہ کے احمدی لوگ بہت خوش تھے کہ انہیں عبادت کے لئے خدا کا گھر تیار کرنے کی توفیق ملی ہے اور احمدیت کا بول بالا ہوا ہے۔ کیونکہ ہر جگہ لاؤڈ سپیکرز کی مدد سے جلسے کئے گئے۔ تقاریر اور سوالوں کے جوابات سن کر احباب جماعت ایمان سے لبریز ہوئے جبکہ دوسرے لوگ مطمئن ہوئے اور احمدیہ نقطہ نگاہ سے آگاہی حاصل کی۔

یہ جلسے تعمیر مسجد کی برکت سے منعقد ہوئے اور تعمیر مسجد کا کام حضور پرنور کی بابرکت تحریک سے مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کو صحت و سلامتی والی فعال زندگی سے نوازے۔ آمین۔

☆☆☆

علمی مقابلہ جات کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور کھانے کے بعد ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جس میں اطفال و ناصرات نے بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ ان مقابلوں کو دیکھنے کے لئے والدین بھی شامل ہوئے جس سے بچوں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

اختتامی تقریب

اختتامی تقریب کا آغاز شام پانچ بجے ہوا جس کی صدارت مکرم امیر صاحب بورکینا فاسو نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد صدر صاحب خدام الاحمدیہ مکرم کابورے سلیمان صاحب نے شکریہ ادا کیا جس کے بعد مقابلہ جات میں کامیاب ہونے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے، بعدہٗ مکرم امیر صاحب نے بچوں کو قیمتی نصائح سے نوازا اور اختتامی دعا کروائی۔

اس اجتماع میں ۱۵۰ اطفال، ۱۲۰ ناصرات اور ۴۵ والدین نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب شرکاء کو اس اجتماع کی برکات سے مستفید فرمائے اور آنے والی نسلوں کی تربیت کی توفیق ملے۔

ہفتۂ رفتہ خبروں کے آئینہ میں

عراق کی جنگ اور انسانی مظاہرے

بی بی سی اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوا کہ دنیا کے 60 ممالک میں بروز ہفتہ 15 فروری کو 600 مقامات پر قریباً ایک کروڑ افراد باہر سڑکوں پر نکل آئے اور عراق کی ممکنہ جنگ کے خلاف مظاہرہ کیا جس میں امریکہ فرانس جاپان برطانیہ چین آسٹریلیا اٹلی جرمن وغیرہ ممالک شامل تھے۔ بی بی سی کے نمائندوں نے اطلاع دی ہے کہ ویتنام کی جنگ کے بعد اتنے بڑے پیمانے پر ایسے مظاہرے پہلی مرتبہ سامنے آئے ہیں جن میں لاکھوں افراد نے شرکت کی اور جنگ کے خلاف آواز بلند کی۔

سلامتی کونسل میں اسلحہ انسپکٹران کی رپورٹ::

میڈیا کے ذریعہ جو رپورٹیں اس ضمن میں شائع ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ عراق میں اسلحہ کے معائنہ کاروں میں محمد البرادی اور ہنس بلکس نے جو رپورٹ سلامتی کونسل میں پیش کی ہے اس میں عراق کے تعاون کا ذکر پایا جاتا ہے اور دونوں نے ہی اس کام کو مزید جاری رکھنے کا اشارہ دیا ہے کہ ابھی مزید وقت دیا جانا چاہئے تاکہ تحقیقاتی کام کو احسن رنگ میں مکمل کیا جاسکے۔ ان کی رپورٹ کے معاً بعد ہی دنیا میں جنگ کے خلاف مظاہرے ہوئے

امریکہ میں ایک سو پچاس مقامات پر جنگ کے خلاف مظاہرے ہوئے ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر بُش انتظامیہ پس وپیش میں پڑ گئی ہے اور یہ مسئلہ گلے کی ہڈی بن چکا ہے چونکہ اب تک جنگ کی تیاری کے سلسلہ میں عربوں ڈالر خرچ کئے جاچکے ہیں اور قریباً ڈیڑھ لاکھ فوج عراقی سرحدوں پر ساز وسامان کے ساتھ جنگ کے لئے تیار کھڑی ہے اور صرف بُش کے حکم کا انتظار باقی ہے ایسے میں بلاچوں وچرا اپنی فوج کو واپس لے جانا بُش انتظامیہ کے لئے آسان کام نہیں آخر اسے اپنی عوام کے سامنے اس کا جواب دینا پڑے گا۔

جارج بُش اور ٹونی بلیئر کا رُخ اب کیا ہوگا::

ان دونوں سربراہوں کا جو اصل مدعا ہے وہ ایک تو عراق کو غیر مسلح کرنے کا ہے دوسرا یہ کہ عراق میں اپنی مرضی کی حکومت کو قائم کرنا ہے تاکہ ان کی من مانی سے ہی بغداد کی باگ ڈور سنبھالی جاسکے اور تیل کی دولت کو باآسانی حاصل کیا جاسکے۔ لیکن بین الاقوامی طور پر امریکہ کے خلاف بہت غم وغصہ کا اظہار ہو رہا ہے۔ اگر عراق کے تعاون دینے کے بعد بھی امریکی انتظامیہ جنگ پر بضد رہی اور عراق پر دھاوا بول دیا تو مستقبل میں امریکہ کیلئے حالات نہایت ابتر ہو سکتے ہیں۔ دہشت گردی انتہائی عروج کو پہنچ سکتی ہے۔ خود امریکہ کے اندر بھی اقتصادی لحاظ سے حالات قابو سے باہر ہو سکتے ہیں۔ ڈالر کی قیمت گر جائے گی اور امکان ہے کہ اسلامی ممالک کے علاوہ دیگر بہت سے ممالک امریکہ سے تعاون نہ کریں کیونکہ کوالالمپور میں جو غیر جانبدار سربراہوں کی کانفرنس ہو رہی ہے جس میں متعدد ممالک نے شرکت کی ہے نے متفقہ طور پر جنگ کے خلاف فیصلہ دیا ہے اور ملیشیا کے وزیراعظم نے امریکہ کو کہا ہے کہ اگر عراق پر حملہ ہوا تو اسے مسلمانوں کے خلاف حملہ تصور کیا جائے گا۔ امریکہ اور برطانیہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ بغیر سلامتی کونسل کی منظوری کے عراق پر حملہ کرنا آسان کام نہیں ہوگا۔ اس کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑ سکتا ہے۔ اس لئے پوری کوشش ہو رہی ہے کہ مسٹر صدام حسین ملک چھوڑ کر کہیں بھاگ جائے۔ لیکن ایسا نظر نہیں آتا ہے۔ روز بروز حالات بدل رہے ہیں ہر ملک اپنے اپنے مقاصد کو مدنظر رکھتا ہے اگرچہ عوام جنگ کے خلاف ہیں لیکن حکام اپنے ملک کی افادیت، سلامتی اور جغرافیائی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں۔ اسلئے سلامتی کونسل میں جو قرارداد پیش ہوگی وہاں جو بھی ممبران ہیں وہ ان امور کے پیش نظر ہی اپنا ووٹ استعمال کریں گے۔

عرب دیش بھی جنگ کے خلاف ہیں:

چونکہ فلسطینی عوام پر ظلم وستم جاری ہے جس کو امریکہ نظر انداز کرتا آرہا ہے اس لئے عرب دیس بھی اب اس بات کو سمجھنے لگے ہیں کہ امریکہ صرف صدام حسین کی ہی تبدیلی نہیں چاہتا ہے بلکہ اس کی تیل پر بھی نظر ہے۔ جنگ کی صورت میں جو خوفناک حالات ظاہر ہونگے اس سے پڑوسی ممالک کو بھی نقصان ہوسکتا ہے۔ عراق پر حملہ ہونے کی صورت میں عراق کے ٹوٹنے کا امکان ہے سنی شیعہ کُرد کا مسئلہ کھڑا ہوگا ترکی اگر سرحد پار کرنے کی کوشش کرے گا تو کُرد لوگ اس کو برداشت نہ کریں گے لوگ عرب کے قریبی ممالک میں بھاگنے پر مجبور ہونگے حالات تشویش کا باعث بن سکتے ہیں۔ ادھر ترکی امریکہ کی پیش کش سے ناخوش تھا۔

امریکہ اور ترکی کا معاہدہ::

امریکہ جنگ کی صورت میں ترکی کی سرحد کو استعمال کرنا چاہتا ہے اور کم از کم بیس ہزار فوجی وہاں پر اتار کر ترکی کی زمین کو استعمال کر کے عراق پر دباؤ بڑھانا چاہتا ہے ایسی صورت میں وہ جتنی امداد ترکی کو دینا چاہتا ہے ترکی نے اسے ناکافی سمجھا اب امریکہ نے ترکی کے مطالبہ پر باون عرب ڈالر دینا منظور کر لیا ہے۔ ماہرین کے مطابق امریکہ کی پالیسی کچھ یوں ہے کہ عراق کی تمام فوجی تنصیبات پر زبردست حملہ کیا جائے اور صدارتی محل پر دھاوا بول دیا جائے خاص اہم ٹھکانوں پر حملہ کر کے انہیں قبضہ میں لیا جائے۔

لندن کے پادریوں نے بلیئر کے دعوے کو چیلنج کیا::

لندن کے پادریوں نے ٹونی بلیئر کے اس دعوے کو چیلنج کیا ہے کہ عراق کے خلاف اعلان جنگ کرنے کی اطمینان بخش اخلاقی جواز موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کا پُرامن حل اب بھی ممکن ہے جنگ کے صحیح یا غلط ہونے کے بارہ میں اخلاقی بنیاد پر بحث میں شامل ہونے کے لئے مسٹر بلیئر کا خیر مقدم کرتے ہوئے پادریوں نے کہا کہ مسٹر بلیئر نے جنگ کے متبادل کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

عراق کی تازہ ترین صورتحال پر بی بی سی سے بات چیت میں آکسفورڈ کے انگلکسن پادری رچرڈ ہیرسن نے کہا ہے کہ وزیراعظم کے پاس عراق کے خلاف اعلان جنگ کا حق تو ہے لیکن اسے اخلاق طور پر ثابت کرنے والے دلائل ان کے پاس نہیں ہیں۔

(بحوالہ ہند سماچار جالندھر 22-2-2003)

کچھ اور حوادث::

☆...... پاکستان میں ایک فوجی ہوائی جہاز گر کر تباہ ہوگیا جس میں سترہ افراد ہلاک ہوگئے جس میں ایئر چیف مارشل بھی شامل تھے۔

☆...... ایران میں ایک جہاز گر کر تباہ ہوگیا جس میں کم از کم تین صد افراد مر گئے۔

☆...... امریکہ میں ایک واقعہ میں تیل کے کنویں میں آگ لگ گئی۔ ساتھ ہی نائٹ کلب میں آگ لگنے سے سو افراد مر گئے اور بہت سے زخمی ہوگئے۔

☆...... جنوبی کوریا میں ٹرین میں آگ لگنے سے کم از کم دوسو افراد مارے گئے متعدد زخمی ہوگئے۔

☆...... حالیہ بارشوں میں پاکستان میں کم از کم ساٹھ افراد مارے گئے اور متعدد زخمی ہوگئے۔ عمارتوں کو کافی نقصان پہنچا۔

☆...... اسی طرح ہندوستان میں جموں وکشمیر میں حالیہ بارشوں سے کافی مالی وجانی نقصان ہوا ہے۔

☆...... چین میں زلزلہ سے کم از کم دوسو افراد مر گئے ہیں۔ ہزار افراد زخمی ہوگئے ہیں۔

☆...... یہ بھی اطلاع ہے کہ پاکستان کا ایک اور جہاز سمندر میں گر کر تباہ ہوگیا ہے۔ جس میں آٹھ افراد سوار بھی مر گئے ہیں۔

☆...... کراچی میں ایک مسجد کے باہر شیعہ فرقے کے آٹھ افراد کو نامعلوم بندوق برداروں نے ہلاک کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور نوع انسان کو ہدایت بخشے اور اپنے فضل سے ان کی حفاظت کے سامان کرے۔ آمین۔

(محمد یوسف انور استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

تقریب رخصتانہ......

میری پوتی عزیزہ نصرت جہاں تبسم بنت مکرم بشیر الدین صاحب کی تقریب رخصتانہ میرے نواسے عزیزم محمد اظہر ولد مکرم عزیز احمد صاحب آف جرمنی کے ساتھ 4 جنوری کو عمل میں آئی۔ اس سے قبل ان کا نکاح ڈیڑھ لاکھ روپے حق مہر پر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم دارالقضا قادیان نے مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ مورخہ 6 جنوری کو دعوت ولیمہ ہوئی۔ اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔ اس خوشی میں مکرم بشیر الدین صاحب نے 50 روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔

(دین محمد درویش قادیان)

اعلان نکاح

خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم محمد اسماعیل غالب بن مکرم محمد ابراہیم غالب صاحب مرحوم درویش قادیان کا نکاح مکرمہ طاہرہ پروین صاحبہ بنت مکرم سید عارف احمد صاحب ساکن موتی ہاری (بہار) کے ساتھ مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ 18-12-02 کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھا۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے (محمد طاہر غالب قادیان)

بقیہ صفحہ ::

(11)

ہوتے ہیں مؤذن کی صاف بلند روح نواز آواز فضا میں چھا جاتی ہے۔

یورپ کے صنعتی شہروں کی چمنیاں فضا کو اپنے دھوئیں اور گندی ہوا سے مسموم کردیتی ہیں لیکن قادیان کے منارہ سے روحانیت پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے جس سے اس کی فضا عطر بیز ہو جاتی ہے۔ فریڈرچ دیگز نے ریویو آف ریلیجز کی کسی اشاعت میں لکھا تھا کہ::

''قادیان کی فضا میں انسان روحانیت محسوس کرتا ہے ایسی روحانیت جو دوسری فضاؤں میں عنقاء ہے۔''

پس ہمارا منارہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ماضی بھی ہمارا تھا حال بھی ہمارا ہے اور مستقبل بھی ہمارا ہوگا۔ ہم نے مُردہ وخوابیدہ دنیا کو زندہ کرنا ہے اور مُردہ اور سوئی ہوئی قوموں کو جگانا ہے۔ اور اسلام کی فتح ونصرت کے لئے ان کو تیار کرنا ہے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منارۃ المسیح قادیان بانگ دہل یہ اعلان کر رہا ہے ؎

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

☆☆☆

بدر کی قلمی ومالی اعانت کرکے عنداللہ ماجور ہوں .... (مینجر)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-RN61/57

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702
Tel (0091) 01872-20814

The Weekly **BADR** Qadian
Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol:52 Tuesday 18 March 2003 Issue No. 11

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $:40 euro
By Sea : 10 £ 0r 20 U.S $

جلسہ سالانہ قادیان 2002 کے موقع پر معززین کے تاثرات

بہت نازک مواقع پر بھی قادیان ہمیشہ سارے پنجاب میں روشن منارے کی طرح چمکا ہے

سردار پرتاب سنگھ باجوہ پی ڈبلیو ڈی منسٹر پنجاب گورنمنٹ::

قابل احترام مرزا وسیم احمد صاحب، سٹیج پر آپ کے ساتھ بیٹھے ممبر پارلیمنٹ رگھونندن لال بھاٹیہ جی، باہر سے آئے ہوئے، اور ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آئے ہوئے جو ہمارے احمدی بھائی ہیں سب کو میں قادیان آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ قادیان کی مقدس سرزمین میں تشریف لائے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کا، پرماتما کا بہت مشکور ہوں کہ اس نے میرے بہت ہی ہر من پیارے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب جو گزشتہ دنوں صحت کے لحاظ سے کچھ کمزور تھے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان کو صحت بخشی۔ کل ہی ان کا خطبہ لاکھوں ان کے محبت رکھنے والوں نے سنا۔ میرے دل کو بہت بھاری شانتی ملی ہے۔ اس موقع پر میں اللہ تعالیٰ کا بہت شکرگزار ہوں۔ میں سارے بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں، میرے سارے یہاں بھائی بیٹھے ہیں کہ میرا احمدیہ جماعت کے ساتھ رشتہ آج کا نہیں بلکہ جب سے ملک آزاد ہوا ہے اور پارٹیشن کے بعد ہم سرگودھا سے آکر یہاں مقیم ہوئے تب سے میرے والد بزرگوار مرحوم کا رشتہ جماعت سے جُڑا ہے۔ مجھے اس بات کا بہت فخر ہے کہ ہم آپس میں ایک خاندان کی طرح ہیں ہر خوشی اور غمی کے موقع پر ہم ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ قادیان کا ہر آدمی جماعت کے ساتھ ہے۔

مجھے بہت بھاری خوشی ہے کہ قادیان کی اس سرزمین سے کوئی تقریباً سوا سو سال پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی آواز دنیا میں بلند کی تھی وہ آج ساری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ جماعت احمدیہ کی ترقی سے قادیان کا ہر آدمی خوشی محسوس کرتا ہے۔ میں مرزا وسیم احمد صاحب کا بہت ہی مشکور ہوں کہ آج جو ملک کے حالات ہیں اس سے الگ ہٹ کر سب دھرموں کا یہاں جلسہ منعقد کیا، آپسی بھائی چارہ کا جو کہ اللہ کا پیغام ہے۔

یہ بدقسمتی ہے ہماری کہ ہم پیغام تو اللہ کے نام کا دیتے ہیں لیکن ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے جان کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔ لیکن قادیان میں جماعت احمدیہ نے ایک بہت اچھی ریت شروع کی ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد جہاں اپنے مذہب پر مستحکم یقین رکھتے ہیں وہاں وہ دوسرے تمام مذاہب والوں کی خواہ وہ سکھ مذہب ہو، عیسائی مذہب ہو، ہندو مذہب ہو یا بدھ مذہب ہو عزت و قدر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت نازک مواقع پر بھی قادیان ہمیشہ سارے پنجاب میں ایک روشن منارہ بن کر چمکا ہے۔ ہمیشہ شانتی اور پیار کا پیغام قادیان سے سارے پنجاب میں گیا ہے۔

یہ جو سالانہ کانفرنس ہے اس میں میں اپنی طرف سے اپنی پنجاب سرکار کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں ایک بار پھر مشکور ہوں کہ مجھے موقع دیا گیا اور میں تمام صوبوں سے آئے ہوئے بھائیوں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکا۔☆

ہم جماعت احمدیہ کے شکرگزار ہیں کہ پون صدی سے "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کا نعرہ لگا کر سنسار کے مانو کو ایک کر رہی ہے::

......شری نرسنگھ وال پریزیڈنٹ بہوجن مہا پنچایت ہریانہ......

اس موقع پر بہوجن سماج پنچایت کی طرف سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس دیس کے ہم باسی ہیں اس دیس کے اندر غریبی بھوک اور ظلم بہت زیادہ ہے۔ اور نچلے طبقہ کے لوگوں کے اور غریبوں کے حقوق ادا نہیں کئے جاتے اور ان پر ظلم ہوتا ہے ایسے ظلم کے خلاف بہت سارے مہاپرسوں نے وقت وقت پر لڑائیاں لڑی ہیں جن میں سنت کبیر جی، گورونانک جی وغیرہ شامل ہیں۔ جتنے بھی روحانی گرو پیدا ہوئے ہیں انہوں نے انسانی مساوات عدل و انصاف پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ایسی ہی کوشش جماعت احمدیہ کی طرف سے آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ پچھلے سال پہلی بار ہمیں اس جلسہ میں حاضر ہونے کا موقع ملا تھا جب ہم یہاں پر آئے اور بہت کچھ دیکھا تو خیال آیا کہ اس دیس کے اندر تو کبھی سننے کو ملتا ہے کہ دلی کے اندر دس لاکھ دلتوں نے دھرم تبدیل کر کے بدھ دھرم اپنا لیا کہیں پر مذہب کو لیکر قتل و غارت کا بازار گرم ہو جاتا ہے، مذہب کے نام پر خون بہایا جاتا ہے اور دوسری طرف یہ جماعت احمدیہ ہے کہ سَرو دھرم سمیلن پیدا کر کے بھائی چارہ اور قومی ایکتا پیدا کرتی ہے۔ تو ہم جماعت احمدیہ کے بہت شکرگزار ہیں کہ جو پون صدی سے محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا سُندر نعرہ دیکر انسان کے اندر بھائی چارہ اور ایکتا پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کر رہی ہے۔ اس موقع پر انسانیت کے پیغام کی جہاں تک بات ہے بے سہارا اور مظلوم لوگوں کو گلے لگانا اور ان کی خیرخواہی کرنا ہی مانو دھرم ہے۔

یہاں جو انسانیت کے مذہب کا قیام دیکھنے کو ملتا ہے جہاں ہندو مسلم سکھ عیسائی کی بات نہ کر کے انسانیت اور مانوتا کی بات کی جاتی ہے تو ایسے نیک کاموں کے لئے ہم شکرگزار ہیں اور بہوجن مہا پنچایت ہریانہ پردیس کی طرف سے، ہریانہ پردیس کے ہر ایک شہری کی طرف سے ہم یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ایسے مانو ایکتا کے اندر ہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملکر آنے والے وقت میں جماعت احمدیہ کے ساتھ کام کرنا چاہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا جو مشن ہے وہ ہر آدمی سمجھ چکا ہے یعنی انسانیت اور بھائی چارہ یہ وقت کی ضرورت ہے اور وقت کے حساب سے ہر آدمی کو بدلنا ہوگا۔ ہم آپ کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلنا چاہتے ہیں۔ مانو ایکتا کا مظہر آگے بڑھے۔ مانو کلیان ہو۔☆

آج مجھے جیون میں پہلی بار احساس ہوا کہ اب ظلم ناانصافی اور نفرت کے جذبات دنیا میں نہیں ٹک سکیں گے (شری رام کمار شرما شانتی کنج ہری دوار اُترانچل)

بیالیس سال زندگی کے گزر جانے کے بعد آج ہماری زندگی کا سب سے بہتر اور سب سے خوبصورت دن مجھے دکھا اس پر میں خدا کا شکر کرتا ہوں۔ اس کے بعد شکرگزار ہوں میں ان مامور اور مرسل کا جو اپنے علم کی روشنی سے دنیا کو منور کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور بھارت کی زمین میں پنجاب کی اس قادیان کو میں سلام کرتا ہوں جس نے اس مہاپُرس کو اس دھرتی میں جنم دے کر کے اسلام کے اوپر پڑے ہزاروں برسوں سے اُگیان کے پردوں کو ہٹانے کا ایک مہا طوفان کھڑا کر دیا۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۂ وقت اور مرزا وسیم احمد صاحب اور ملک ملک سے تشریف لانے والے معززین اور سٹیج پر تشریف فرما معززین کو میں سلام کرتا ہوں۔ آج سے قریب دس سال قبل میں نے ایک خبر پڑھی تھی کہ پاکستان میں احمدیہ مسلمانوں پر ظلم' مجھے ایک کتاب پڑھنے کا موقع ملا تھا کہ جب بھی دنیا میں کوئی نیک مقصد کو لیکر چلے گا اچھے کام کو لیکر چلے گا تو ایسے میں ان پر ظلم ہوتا ہے اور صدیوں سے ہوتا آرہا ہے۔

دوستو! میں اپنے جذبات و احساسات کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا یہاں آکر دیکھا تو آج مجھے جیون میں پہلی بار وشواش ہوا کہ اب ظلم ناانصافی اور نفرت کے جذبات دُنیا میں نہیں ٹک سکیں گے۔ اور آنے والے دنوں میں بہت تیزی سے زمانہ بدلے گا۔ کہتے ہیں کہ کلیگ کا اختتام اور ست یگ کی ابتداء ہو رہی ہے یہ آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ ہر بڑا کام بڑی قربانی مانگتا ہے۔ میں مسلم سماج سے، ہندو سماج سے، سکھ سماج سے اس سٹیج پر کھڑا ہو کر درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اپنے بچوں کو اس مہم عظیم میں لگا دیجئے۔ یہ موقع کبھی کبھی میسر آتا ہے کہ انسانیت کی خاطر کچھ کرنے کا موقع فراہم ہو۔ آج سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مانوتا وادی مشن کو آگے بڑھائیں۔☆

وہ دن آئے گا کہ اس زمین میں ایک ہی دھرم ہوگا اور وہ احمدیہ اسلام ہے

......مہتاب سنگھ گہلوت ضلع پریشد بھوانی......

آج بھائی بھائی کو مار رہا ہے۔ مذہب مذہب کو مار رہا ہے۔ اور ایک جماعت دوسری جماعت کو مار رہی ہے۔ لیکن ایک دن آئے گا کہ اس زمین میں ایک ہی دھرم ہوگا اور وہ احمدیہ اسلام ہے۔ دھنیہ واد۔☆

احمدیہ جماعت مانوتا کا سندیش دینے کیلئے اپنا وارشک سماروہ کر رہی ہے

......جے پرکاش سابق مرکزی پٹرولیم منتری......

جے پرکاش صاحب سابق پٹرولیم منتری بھارت سرکار کا یہ پیغام جناب رتن دیو جی سبروال ہریانہ نے پڑھ کر سنایا::

یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ احمدیہ جماعت انسانیت کا پیغام دینے کے لئے اپنا ایک سو گیارہواں سالانہ جلسہ قادیان میں منعقد کر رہی ہے۔ مجھے اس مبارک موقع کی جانکاری میرے نزدیکی دوست شری نرسنگ سینوال ایڈووکیٹ جو بہوجن مہا پنچایت کے صدر ہیں سے ملی۔ میری نیک خواہشات ہمیشہ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے کہ یہ جماعت جو کہ انسانی بھلائی کے لئے کام کر رہی ہے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی رہے۔☆

آپ کا جے پرکاش
سابق مرکزی پٹرولیم منتری